قضا نمازوں کی ادائیگی کے مسائل

نماز چھوڑنا اور اس سے روکنا کیسا ہے:

سوال: نماز چھوڑنا اور نماز سے روکنا کیسا ہے؟ اور اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

ترک نماز کبیرہ گناہ ہے، پس حکم کرنا کسی کو ترک صلوٰۃ کا اور منع کرنا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔(۱) چھوڑنے والا نماز کا اور منع کرنے والا نماز سے دونوں کو توبہ کرنی چاہیے اور نمازوں کو قضا کرنا چاہیے۔ نکاح اس کا نہیں ٹوٹا؛ مگر توبہ کرے اور اپنے فعل پر نادم ہو اور نماز شروع کردے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵۱/۴) ☆

(۱) ومن الكبائر السحر وكتمان الشهادة من غير عذر والإفطار في رمضان من غير عذر وقطع الرحم وترك الصلاة متعمدًا ومنع الزكاة ونسيان القرآن وسب الصحابة رضي الله عنه والخيانة في الكيل والوزن وأخذ الرشوة وضرب المسلم بغير حق، الخ. (الجوهرة النيرة، الشهادة على مراتب: ۲۳۱/۲، المطبعة الخيرية القاهرة مصر، انيس)

☆**مسئلہ**: جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آئے تو فوراً اس کی قضا پڑھے، بلا عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے، سو جس کی کوئی نماز قضا ہوگئی اور اس نے اس کی قضا فوراً نہ پڑھی، دوسرے وقت پر، یا دوسرے دن پر ٹال دی، فلاں دن پڑھ لوں گا اور اس دن سے پہلے ہی اچانک مرگیا تو دوہرا گناہ ہوا، ایک نماز کے قضا ہوجانے اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔

مسئلہ: اگر کسی کی کئی نمازیں قضا ہوگئیں تو جہاں تک ہو سکے، سب کی قضا پڑھ لے، ہو سکے تو ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینے، یا کئی برس کی قضا ہو تو ان کی قضا میں بھی جہاں تک ہو سکے، جلدی کرے۔ ایک ایک وقت میں دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے اور اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت میں ایک ہی نماز کی قضا سہی، یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔

مسئلہ: قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے، جس وقت فرصت ملے، وضو کرکے پڑھ لے، البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ: جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی، اس سے پہلے اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی، یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں؛ لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے، فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنا باقی ہے تو اس کی قضا پڑھ لے، تب کوئی ادا نماز پڑھے، اگر بغیر قضا نماز پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی، قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے، ہاں اگر قضا پڑھنا یاد نہیں رہا، بالکل بھول گیا تو ادا درست ہوگئی، اب جب یاد آئے تو فقط قضا پڑھ لے، ادا کو نہ دہرائے۔

مسئلہ: اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضا پڑھے گا تو ادا نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھ لے، پھر قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر دو، یا تین، یا چار، یا پانچ نمازیں قضا ہوگئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے؛ یعنی عمر بھر میں جب سے جوان ہوا ہے، کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی، یا قضا تو ہوگئی؛ لیکن سب کی قضاء پڑھ چکا ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لے، تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے اول چھوٹی ہے، ==

جان بوجھ کر نماز قضا کرنا گناہ کبیرہ ہے:

سوال: میں ایک ٹیچر ہوں اور میں جس اسکول میں پڑھاتی ہوں، وہاں وضو اور نماز کی جگہ کا انتظام نہیں؛ اس لیے ظہر کی نماز چلی جاتی ہے، کیا میں ظہر کی نماز عصر کی نماز کے ساتھ پڑھ سکتی ہوں؟ اور قضا صرف فرضوں کی ہوگی، یا سنتوں کی بھی؟ قضا کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

== پہلے اس کی قضا پڑھے، اس کے بعد والی، پھر اس کے بعد والی، اسی ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے، اگر ترتیب کے خلاف پڑھی تو درست نہیں ہوئی، پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ: اگر کسی کی چھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب بے ان کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا نماز پڑھنا جائز ہے اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضاء ہوئی ہے پہلے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے؛ بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے، سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: کسی کے ذمہ چھ نمازیں، یا بہت سی نمازیں قضا تھیں، اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنی اس پر واجب نہیں تھی؛ لیکن اس نے ایک ایک دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی، اب کسی نماز کی قضا پڑھنا باقی نہیں رہا تو اب پھر جب ایک نماز، یا پانچ نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب سے قضا پڑھنا پڑیں گی اور بے ان پانچوں کی قضا پڑھے، ادا پڑھنا درست نہیں، البتہ اب پھر چھ نمازیں چھوٹ جائیں تو پھر ترتیب معاف ہو جائے گی اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بھی ادا پڑھنا درست ہوگی۔

مسئلہ: اگر وتر کی نماز قضا ہو گئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمہ قضا نہیں تو پھر بغیر وتر کی قضا پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، اگر وتر کا قضا ہونا، یاد ہو، پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے؛ بلکہ فجر کی نماز پڑھ لے تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ: فقط عشا کی نماز پڑھ کے سو رہا، پھر تہجد کے وقت اٹھا اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی، پھر صبح کو یاد آیا کہ عشا کی نماز بھولے سے بے وضو پڑھ لی تھی تو اب فقط عشا کی قضا پڑھے، وتر کی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ: قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے، سنتوں کی قضا نہیں ہے، البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر فجر کا وقت تنگ ہو گیا؛ اس لیے فقط دو رکعت فرض پڑھ لیے، سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے؛ لیکن دوپہر سے پہلے ہی پڑھ لے۔

مسئلہ: کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئیں ہیں، اس کی قضا پڑھنا واجب ہے، توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں، البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا، وہ توبہ سے معاف ہو گیا، اب ان کی قضا نہ پڑھے گا تو پھر گنہ گار ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آتی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے، نہیں تو گناہ گار ہوگا اور نماز کے فدیہ کا بیان روزہ کے فدیہ کے ساتھ آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

مسئلہ: اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی تو ان کو چاہیے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں، اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز کی قرأت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

مسئلہ: اگر کوئی نابالغ لڑکا عشا کی نماز پڑھ کے سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے، جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو بقول راجح اس کو چاہیے کہ عشا کی نماز کا پھر سے اعادہ کرے اور اگر قبل طلوع بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشا کی نماز قضا پڑھے۔ (دین کی باتیں)

الجواب

جب آپ اسکول میں استانی ہیں تو وضو اور نماز کا انتظام ذرا سے اہتمام سے کیا جاسکتا ہے، آپ آسانی سے وہاں لوٹا اور مصلی رکھواسکتی ہیں، محض اس عذر کی وجہ سے ظہر کی نماز قضا کردینے کا معمول بنالینا گناہ کبیرہ ہے۔(١) بہر حال اگر ظہر کی نماز قضا ہوجائے تو اس کو نماز عصر سے پہلے پڑھ لینا چاہیے۔(٢) قضا صرف فرض رکعتوں کی ہوتی ہے، سنتوں کی نہیں۔(٣) قضا نماز کی نیت بھی عام نمازوں کی طرح کی جاتی ہے، مثلاً: یہ نیت کرلیا کریں کہ آج کی ظہر کی قضا ادا کرتی ہوں۔(٤) (آپ کے مسائل اوران کا حل:٣/٦١٧-٦١٨)

قضا نمازوں کا حساب بلوغت سے ہے اور نماز میں سستی کی مناسب سزا:

سوال: نماز کب فرض ہوتی ہے؟ یعنی میں ایک بیس سال کی لڑکی ہوں اور اپنی زندگی کی تمام قضا نمازیں ادا کرنا چاہتی ہوں؛ مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا کہ میں کتنے عرصے کی نمازیں ادا کروں؟ یعنی جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ ”سات سال سے اپنے بچوں کو نماز کا حکم کرو اور دس سال کی عمر میں مار کر پڑھاؤ“ تو کیا دس سال کی عمر میں نماز فرض ہوگئی؟ یا پھر میں جب سے جوان ہوئی تو نماز روزے اور پردے کے احکامات مجھ پر عائد ہوئے، تب سے نماز فرض ہوئی؟ اس طرح سے مجھ پر پانچ سال کی نمازیں قضا ہیں اور پہلے فرمان کی تعمیل کے آئینے میں دیکھا جائے تو دس سال کی، اگر آپ وضاحت فرمادیں تو بہت شکرگزار رہوں گی۔ دوسری بات یہ کہ ان قضا نمازوں کو کیسے ادا کیا جائے؟ دراصل مولانا صاحب! جس زمانے میں نماز کی پابندی نہیں کرتی تھی، اس زمانے میں بھی رمضان المبارک اور امتحانوں کے دنوں

---

(١) إذ التأخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج وفى الرد تحت (قوله بل بالتوبة)أى بعد القضاء أما بدونه فالتأخير باق فلم تصح التوبة منه؛لأن من شروطها الاقلاع عن المعصية كما لا يخفىٰ(قوله أو الحج)بناءً علىٰ أن المبرور منه يكفر الكبائر.(الدر المختار مع رد المحتار،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت:٦٢/٢،دار الفكر بيروت،انيس)

(٢) ومنها تقدم قضاء الفائتة التى يتذكرها إذا كانت الفوائت قليلة.(بدائع الصنائع:١٣١/١)

(٣) والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها الا ركعتى الفجر اذا فاتتا مع الفرض يقضيهما بعد طلوع المشس اليى وقت الزوال. (الفتاوىٰ الهندية:١١٢/١، الباب التاسع فى النوافل)

(٤) إذا كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه أو آخره وكذا الصوم. (ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت:٧٦/٢،طبع: ايچ ايم سعيد)

(وإذا كثرت الفوائت يحتاج لتعيين كل صلاة) يقضيها لتزاحم الفروض والأوقات كقوله أصلى ظهر الإثنين ثامن عشر جمادى الثانية سنة أربع وخمسين وألف وهذا فيه كلفة (فإذا اراد تسهيل الأمر عليه نوىٰ أول ظهر عليه أدرك وقته ولم يصله فإذا نواه كذلك فيما يصليه يصير أولا فيصح بمثل ذلك وهٰكذا (أو) ان شاء نوىٰ (آخره).(مراقى الفلاح علىٰ هامش الطحطاوى،ص:٢٤٢،باب قضاء الفوائت، طبع:مير محمد كتب خانه)

میں نماز ادا کرتی رہی ہوں اور اب صحیح یاد نہیں کہ کتنی نمازیں ادا ہیں اور کتنی قضا؟ اس لیے تعداد نماز کے بارے میں کیا طریقہ ہوگا؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہر نماز کے بعد دو نفل پڑھ لیے جائیں تو قضا نماز کا قرض اتر جاتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک میں قضا نمازوں کے فرض ادا کئے جائیں؛ کیوں کہ رمضان المبارک میں تو ایک نماز ستر نمازوں کے برابر ہوتی ہے، اس طرح سے تمہاری قضا نمازیں ادا ہو جائیں گی۔ کیا یہ صحیح طریقہ ہے؟ براہ کرم میرے سوالوں کے جواب دے کر مجھے کشمکش کی حالت سے نکالیں، میں زندگی بھر آپ کی ممنون رہوں گی، میں پابندی سے نماز ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں، کیا آپ بتائیں گے کہ میں نماز کا شوق اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے کیا کروں؟ نماز قضا ہونے کی صورت میں، میں نے اپنے آپ کو سزا دینے کا فیصلہ کیا ہے؛ یعنی فاقہ کرنے کی سزا، یا پھر اپنے جسم کے کسی حصے کو زخمی کرنے کی سزا، کیا یہ درست ہے؟ امید ہے کہ آپ مجھے مطمئن کرنے کی کوشش فرمائیں گے اور دعا فرمائیں گے کہ خدا آپ کی اس بدنصیب اور نالائق بیٹی کو نماز کی لگن دے۔ (آمین)

الجواب

اگر چہ بچوں کو نماز پڑھانے کا حکم ہے؛ مگر نماز فرض اس وقت ہوتی ہے، جب آدمی جوان (بالغ) ہو جائے، آپ اندازہ کرلیں کہ اس وقت سے کتنی نمازیں آپ کے ذمہ ہوں گی؟ پھر جتنے سال کا اندازہ ہو، اتنے سال ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا بھی پڑھ لیا کریں اور اگر زیادہ پڑھ لیں تو اور بھی اچھا ہے۔(۱) باقی یہ غلط ہے کہ نفل پڑھنے سے قضا نماز کا فرض اتر جاتا ہے، یا یہ کہ رمضان المبارک میں قضا پڑھنے سے ستر قضا نمازیں اتر جاتی ہیں۔(۲) نماز کی پابندی کے لئے کوئی مناسب سزا مقرر کی جاسکتی ہے، جس سے نفس کو تنبیہ ہو، مثلا: ایک وقت کا فاقہ، یا کچھ صدقہ، یا ایک نماز قضا ہونے پر دس نفل پڑھنا؛ مگر جسم کو زخمی کرنے کی سزا نا مناسب ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۱۸/۳-۶۱۹)

(۱) کل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضاء ها سواءٌ ترک عمداً أو سهواً أوبسبب نوم وسواء كانت الفوائت كثيرة أو قليلة ...(وبعد أسطر) ... صبى صلى العشاء ثم نام و احتلم وانتبه قبل طلوع الفجر يقضى العشاء بخلاف الصبية اذا بلغت بالحيض قبل طلوع الفجر لا يلزمها قضاء ها.(الفتاویٰ الهندية: ۱۲۱/۱، الباب الحادى عشرفى قضاء الفوائت/وأيضا الدرالمختارمع رد المحتار: ۷۶/۲)

وفى حاشية الطحطاوى: من لايدرى كمية الفوائت يعمل بأكبررأية فإن لم يكن له رأى يقض حتٰى يتيقن أنه لم يبق عليه شئ س.(حاشية طحطاوى تحت المراقى، ص: ۴۴۷، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۲) اعلم انهم قد أحدثوا فى آخر جمعة شهررمضان أموراً مما لا أصل لها، والتزموا أموراً لا أصل للزومها... فمنها: القضاء العمرى، حدث ذلک فى بلاد خراسان وأطرافها، وبعض بلاد اليمن وأكنافها، ولهم فى ذلک طرق مختلفة ومسالک منشتة، فمنهم من يصلى فى آخر جمعة رمضان خمس صلوات قضاءً بأذان وإقامة مع الجماعة، ويجهرون فى الجهرية، ويسرون فى السرية، وينوون لها بقولهم: نويت أن أصلى أربع ركعات مفروضة قضاء لما فات من الصلوات فى تمام العمر مما مضى، ويعتقدون أنها كفارة لجميع الصلوات الفائتة فما مضٰى.(مجموعه رسائل اللكنوى، رسالة ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان: ۳۴۹/۲، طبع إدارة القرآن كراچى/ أيضاً: کفایت المفتی: ۳۸۴/۳، کتاب الصلوٰۃ، قضائے عمری کی حیثیت)

وقت کے اندر نابالغ کا بالغ ہونا اور بہشتی گوہر کی ایک عبارت:

سوال: بہشتی گوہر حصہ یازدہم، مطبوعہ کتب خانہ اختری متصل مدرسہ مظاہر علوم کے صفحہ:۰۷ پر نماز قضا ہو جانے کے مسائل کے تحت مسئلہ:۲ کی عبارت غالباً نظر ثانی سے رہ گئی۔ مطبوعہ عبارت یہ ہے:

''اگر کوئی لڑکا نابالغ عشا کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے، جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو بقول راجح اس کو چاہیے کہ عشا کی نماز کا اعادہ کرے اور اگر قبل طلوع فجر بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشا کی نماز قضا پڑھے''۔(۱)

قدیم وجدید متعدد نسخے دیکھے، سب میں یہی عبارت طبع ہوئی ہے، جس کی تصحیح نہ ہو سکی۔ شامی صفحہ:۵۰۹، مصری کو دیکھا، اس کے اعتبار سے اس مسئلہ کی عبارت یہ ہونی چاہیے:

''اگر کوئی نابالغ لڑکا عشا کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے، جس سے معلوم ہو کہ احتلام ہو گیا ہے تو بالاتفاق عشا کی نماز قضاء پڑھے اور اگر قبل طلوع فجر بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بقول راجح عشا کی نماز کا پھر اعادہ کرے''۔

چوں کہ عبارت کی یہ غلطی برسوں سے چلی آ رہی ہے، اس کی تصحیح دارالعلوم دیوبند کی طرف سے جس طرح مناسب ہو، ہو جانی ضروری ہے۔

صبی احتلم بعد صلاة العشاء واستيقظ بعد الفجر ،لزمه قضاء ها. (الدر المختار)

وفي الرد تحت(قوله: لأنها وقعت نافلة) ولما احتلم في وقتها صارت فرضاً عليه ؛لأن النوم لا يمنع الخطاب فيلزمه قضاؤها في المختار ولذا ولو استيقظ قبل الفجر، لزمه اعادتها إجماعا.(۲)

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

نماز بالغ ہونے پر فرض ہوتی ہے، اس سے پہلے ادا کی ہوئی (نماز) فرض متصور نہ ہوگی، جس نابالغ نے عشا کی نماز پڑھی، پھر سو گیا اور اس کو احتلام ہو جس سے وہ بالغ شمار کیا گیا اور اس پر نماز فرض قرار دی گئی، اس کے متعلق فقہا نے لکھا ہے کہ اگر وہ طلوع فجر سے پہلے اس نوم سے بیدار ہو تو اس پر بالاجماع عشا کی نماز دوبارہ پڑھنا لازم ہے؛ اس لیے کہ وہ وقت عشا ختم ہونے سے پہلے بالغ اور مکلّف ہو گیا اور اس کی عشا کی پڑھی ہوئی نماز ''فرض'' نہیں تھی۔ اگر طلوع فجر کے بعد بیدار ہوا تو اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ اس کو طلوع فجر کے بعد میں احتلام ہوا ہو تو اس کے ذمہ عشا

(۱) بہشتی زیور، حصہ یازدھم، نماز قضاء ہو جائے کے مسائل، ص:۷۸۶، دارالاشاعت، کراچی

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۸٦/۲، سعید

کی نماز کا اعادہ لازم ہوگا، یہ دوسرا قول مختار ہے۔

”صبی احتلم بعد صلاۃ العشاء واستیقظ بعد الفجر،لزمه قضاء ها“.(الدر المختار)

”(قوله:لزمه قضاء ها)؛لأنها وقعت نافلة.ولما احتلم فی وقتها صارت فرضاًعلیه؛لأن النوم لایمنع الخطاب“.فیلزمه قضاء ها فی المختار،ولذا لو استیقظ قبل الفجر،لزمه اعادتها إجماعاً“.(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بہشتی گوہر کی عبارت مسئولہ صحیح ہے۔اس پر نظر ثانی کی ضرورت نہیں، چہ جائیکہ تصحیح کی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۳۹۴/۸/۴ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۳۹۴/۸/۴ھ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۳۷۴/۷-۳۷۶)

نماز قضا کرنے کے گناہ پر اشکال اور اس کا جواب:

سوال: آپ کا کالم ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ مورخہ ۱۵/مئی بروز جمعہ میرے سامنے ہے،اس میں چند مسائل ایسے مرقوم ہیں، جو میرے خیال میں آپ نے کسی اور سے لکھوا کر اخبار کو بھجوا دیئے ہیں اور یہ کسی مبتدی کا جواب ہے، آپ کبھی ایسا جواب جو کہ مبہم اور غیر واضح اور مشکوک ہو،اخبار میں شائع نہیں کرا سکتے، ملاحظہ فرمائیے ایک سوال نماز فجر سے متعلق کیا گیا اور جواب یوں دیا گیا:

”نماز کا قضا کرنا خصوصا نماز فجر کا قضا کرنا بہت ہی بڑا وبال ہے،اور جتنے کبیرہ گناہ ہیں،ان میں نماز قضا کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں“۔

خط کشیدہ جملہ یہ ثابت کرتا ہے کہ زنا،شرک،سود،شراب خوری یہ سب ہلکے گناہ ہیں؛یعنی ان گناہوں پر جو حد جاری کی جاتی ہے،وہ قضا نماز کی بہ نسبت کم ہے،حالاں کہ مندرجہ محولہ شخص تارک نماز استمراری نہیں؛ بلکہ اضطراری طور پر فجر کی قضا کا مرتکب ہے۔

الجواب

آنجناب کے گرامی نامے سے خوب خوب محظوظ ہوا،جن دو جوابوں پر آنجناب نے تنقید فرمائی ہے، وہ کسی اور کے قلم سے نہیں، ایسے غیر ذمہ دارانہ جواب اسی ظلوم وجہول کے ہو سکتے ہیں۔

کھٹکا تو مجھے بھی تھا کہ کوئی اس پر تنقید ضرور کرے گا؛لیکن کسی نے کی نہیں، یہ شرف آنجناب کو حاصل ہوا، اب دو وضاحتیں سن لیجئے۔

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ،باب قضاء الفوائت: ۸۶/۲، سعید

(اول)　یہ کہ میری گفتگو اضطراری طور پر نماز قضا ہو جانے کے بارے میں نہیں؛ بلکہ با اختیار خود نماز قضا کرنے کے بارے میں ہے۔ سوتے کی آنکھ نہ کھلنا تو غیر اختیاری چیز ہے؛ لیکن بارہ ایک بجے تک ٹی وی پر ڈرامے دیکھتے رہنا، پھر دو بجے کے قریب سونا اور نماز کے لیے اٹھنے کا کوئی اہتمام نہ کرنا، جس کے نتیجے میں اکثر و بیشتر نماز فجر قضا ہو جاتی ہے، یہ غیر اختیاری چیز نہیں، نہ اضطراری ہے؛ بلکہ یہ استمراری اور اختیاری ہے۔

(دوم)　یہ کہ جان بوجھ کر نماز قضا کر دینا ایسا سنگین گناہ ہے کہ قرآن وحدیث میں اس پر کفر وشرک اور نفاق کا حکم کیا گیا ہے اور بعض اکابر نے تارک صلوٰۃ پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے، یہاں شیخ ابن حجر مکیؒ کی کتاب "**الزواجر عن اقتراف الکبائر**" سے ایک اقتباس نقل کرتا ہوں:

"اہل علم نے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے حضرات میں سے تارک صلوٰۃ کے کفر میں اختلاف کیا ہے، اور بہت سی احادیث پہلے گزر چکی ہیں، جن میں تارک صلوٰۃ کے کافر، مشرک اور خارج از ملت ہونے کے تصریح کی گئی ہے اور یہ کہ اس سے اللہ کا اور اس کے رسول کا ذمہ بری ہے اور یہ کہ اس کے عمل اکارت ہو جاتے ہیں اور یہ کہ اس کا دین نہیں اور یہ کہ اس کا ایمان نہیں، (وہ بے دین اور بے ایمان ہے) اور اس نوعیت کی بہت سی تغلیظات گزر چکی ہیں۔ صحابہؓ وتابعینؒ اور بعد کے حضراتؒ کی ایک کثیر جماعت نے ان احادیث کے ظاہر کو لیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص ایک نماز کو جان بوجھ کر ترک کر دے، یہاں تک کہ اس کا پورا وقت نکل جائے، وہ کافر ہوگا کہ اس کا خون بہانا حلال ہوگا۔ ان حضرات میں: حضرت عمر، عبد الرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل، ابو ہریرۃ، ابن مسعود، ابن عباس، جابر بن عبد اللہ، ابو الدرداء رضی اللہ عنہم اور غیر صحابہ میں احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبد اللہ بن مبارک، حکم بن عیینہ، ایوب سختیانی، ابو داؤد طیالسیؒ، ابوبکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب رحمہم اللہ اور دیگر اکابر شامل ہیں۔ پس یہ تمام ائمہ اس بات کے قائل ہیں کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے اور اس کا خون مباح ہے"۔(۱)

کبیرہ گناہ تو بہت ہیں، مگر کسی گناہ پر ایسی وعیدیں پے درپے وارد نہیں ہوئیں، جتنی کہ نماز کو جان بوجھ کر قضا کر دینے پر

---

(۱)　ومنها إختلاف العلماء من الصحابة ومن بعدهم فى كفر تارک الصلاة، وقد مر فى الأحاديث الكثيرة السابقة التصريح بكفره وشركه وخروجه من الملة وبأنه تبرأ منه ذمة الله ورسوله وبأنه يحبط عمله وبأنه لا دين له وبأنه لا إيمان له وبنحو ذلک من التغليظات وأخذ بظاهرها جماعة كثيرة من الصحابة والتابعين ومن بعدهم فقالوا: من ترک الصلاة معتمداً حتىٰ خرج جميع وقتها كان كافرا مراق الدم منهم: عمر، وعبد الرحمن بن عوف، ومعاذبن جبل، وأبوهريرة وابن مسعود، وابن عباس وجابربن عبد اللّٰه، وأبوالدرداء، ومن غير الصحابة: أحمد بن حنبل، وإسحاق بن راهوية، وعبد اللّٰه بن المبارک، والنخعى، و الحكم بن عيينة، وأيوب السختيانى، وأبوداؤد الطيالسى، وأبوبكر بن أبى شيبة، وزهيربن حرب، وغيرهم. (الزواجر عن اقتراف الكائر السابعة والسبعون: تعمد تأخير الصلاة، الخ: ۳۵۶/۱، انیس)

اور کسی گناہ پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا گیا؛ مگر تارک صلوٰۃ پر بہت سے اکابر نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اگر ان تمام امور کو پیش نظر رکھ کر میرے اس فقرے کو ملاحظہ فرمائیں کہ ”جتنے گناہ کبیرہ ہیں، ان میں نماز قضا کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں“ تو چاہے آپ اس سے اتفاق نہ کریں؛ لیکن اس کا وزن ضرور محسوس کریں گے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۴۲/۳-۶۴۳)

قضا نماز کا انکار اور اس کا جواب:

سوال: ہمارے ایک دوست جو بحمد اللہ پنج وقتہ نماز کے عادی ہیں اور نماز کو اول وقت میں ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں، نماز کی قضا کے قائل نہیں ہیں، ان کے استدلال حسب ذیل ہیں:

دلیل نمبر (۱) ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾(۱) اس آیت سے وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ نماز وقت مقررہ پر فرض ہے، جس طرح ایک جہاز کا ملازم اگر وقت پر نہ بیٹھ جائے تو جہاز اس کا انتظار نہیں کرے گا اور ملازم کے پاس اپنی نوکری بچانے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ منیجر صاحب کے حضور معافی مانگ لے۔ بالکل اسی طرح نماز چھوٹ جانے کی صورت میں انسان کے پاس صرف یہی چارہ ہے کہ وہ خدا کے حضور گڑ گڑائے، روئے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا سچا پکا عہد کرے اور پوری کوشش کرے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔

دلیل نمبر (۲) عورتوں پر ان کے مخصوص ایام میں نماز معاف ہوتی ہے؛ مگر روزے کی قضا کرنی پڑتی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ روزے کی قضا ہے؛ مگر نماز کی قضا نہیں، ورنہ اس کی بھی قضا پاکی کے بعد کرنی پڑتی۔

ہم نے ان سے کہا کہ ”جس طرح قرض کو وقت مقررہ پر لوٹانا فرض ہے، وقت گزر جانے کے بعد وہ قرض معاف نہیں ہو جائے گا؛ بلکہ قرض دینے والے کو نہ صرف قرض لوٹانا پڑے گا؛ بلکہ اس سے معافی بھی مانگنی پڑے گی“ مگر ان کا استدلال یہ ہے کہ کیوں کہ قرض حقوق العباد میں ہے؛ اس لیے وقت مقرر کے بعد بھی لوٹانا ضروری ہے، اگر حقوق اللہ کا قرض ہوتا تو معاف ہو جاتا ”بشرط استغفار“ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ اللہ کی عبادت کرے؛ لیکن جب وہ مرتد ہو کر اللہ کا دشمن بن جاتا ہے، وہ وقت جو صرف اللہ کی عبادت کے لیے تھا، اللہ کی دشمنی میں صرف کرتا ہے، حقوق اللہ کی خلاف ورزی کرتا ہے، اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما کر اپنا حق معاف کر دیتے ہیں اور اس کے اسلام کو پھر سے قبول فرما لیتے ہیں، ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا﴾(۲) امید ہے کہ قرآن وحدیث اور ائمہ کرام کے فتاویٰ سے استدلال فرمائیں گے؟

---

(۱) سورة النساء: ۱۰۳، انیس

(۲) سورة النساء: ۱۳۷، انیس

الجواب

ائمہ فقہا کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز قضا کردے تو اس پر لازم ہے کہ قضا کرنے کے گناہ سے توبہ کرکے نماز قضا کرے۔(۱) اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کے ظہر کے وقت سو روپے ادا کرنے لازم تھے، اس نے اس وقت ادا نہیں کئے تو روپے تو اس کے ذمے بدستور واجب الادا رہے اور وقت پر ادا نہ کرنا الگ جرم ہوا۔(۲) اگر یہ صاحب نماز کی قضا کو نہیں مانتے تو ان سے بحث نہ کی جائے کہ بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔ واللہ اعلم (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۱۳/۳-۶۱۴)

نماز قضا کرنے کا ثبوت:

سوال: ارکان اسلام، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی ہر مسلمان مرد اور عورت پر قرآن وسنت کی رو سے فرض ہے، قضا روزے کے متعلق قرآن حکیم میں واضح حکم ہے کہ اگر کوئی مسلمان رمضان کے مہینے میں سفر میں، یا بیمار ہونے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں جب عذر باقی نہ رہے تو روزے رکھ کر پورے کرے۔ آپ سے دریافت کرنا ہے کہ کیا قرآن کریم میں نماز کی قضا اور ادائیگی کے بارے میں ایسے ہی واضح احکام موجود ہیں؟ براہ مہربانی آیات کے حوالے سے نشاندہی فرمائیں؟

الجواب

نماز کی قضا کے بارے میں قرآن کریم میں صراحت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نماز سے سو یا رہ جائے، یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے۔(۳) قصداً نماز ترک کرنے کی اسلام میں گنجائش ہی نہیں؛ اس لیے جس نے قصداً نماز چھوڑ دی ہو، اس کی قضا کا بھی قرآن کریم اور حدیث شریف میں صریح حکم نہیں، البتہ فقہائے امت نے قضا کے احکامات بیان فرمائے ہیں،(۴) اور بعض اس کے بھی قائل ہیں کہ چوں کہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا

(۱) إذ التأخير بلاعذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة. (الدر المختار)

وفي الرد: أي بعد القضاء أما بدونه فالتأخير باق فلم تصح التوبة منه لأن من شروطها الإقلاع عن المعصية، الخ. (الدر المختار مع رد المحتار: ۶۲/۲، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوات)

(۲) عن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من نسي صلاة فليصل إذا ذكر لا كفارة لها إلا ذلك. (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكر: ۸٤/۱، قديمي، انيس)

(۳) ولنا قول النبي صلى الله عليه وسلم: "من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها". (بدائع الصنائع: ۱۳۱/۱)

في الصحيحين من قوله صلى الله عليه وسلم: "من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها لا كفارة لها إلا ذلك" الخ. (فتح القدير مع الهداية، باب قضاء الفوائت: ۳٤۷/۱)

(۴) (باب قضاء الفوائت): لم يقل المتروكات ظناً بالمؤمنين خيرا؛ لأن ظاهر حال المسلم أن لا تترك الصلاة وإنما تفوته من غير قصد لعذر. (حاشية الطحطاوي مع مراقي الفلاح، باب قضاء الفوائت، ص: ٤٤٠، دار الكتب العلمية، انيس)

مسلمان ہی نہیں رہتا؛ اس لیے اس کے ذمہ نمازوں کی قضا نہیں۔ ان کے قول کے مطابق وہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۶۱۳/۳)

کیا قضا نماز پڑھنا گناہ ہے:

سوال: میری لڑکی نے محض اس وجہ سے کہ کسی نے اس سے کہا کہ روزانہ قضا نماز پڑھنے سے تو گناہ ہوتا ہے، نماز پڑھنی چھوڑ دی، اب آپ بتائے کہ کیا کریں؟

الجواب

آپ کی لڑکی کو کسی نے غلط بتایا، نماز کو قضا کر دینا گناہ ہے، پڑھنا گناہ نہیں؛(۲) بلکہ فرض ہے۔(۳) عجیب بات ہے کہ اس نے گناہ کو تو چھوڑا نہیں اور فرض کو چھوڑ کر گناہ پر گناہ کا اضافہ کر لیا۔ (توبہ استغفر اللہ) اب اس کو چاہیے کہ نماز چھوڑنے کے گناہ سے توبہ کرے اور جتنے دن کی نمازیں اس نے چھوڑی ہیں، ان کو قضا کرلے۔(۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۶۱۵/۳)

فجر کی نماز قضا کرنے والے کے لئے توجہ طلب تین باتیں:

سوال: ہم رات کو دو بجے تک گپ شپ لگاتے ہیں اور پھر اس کے بعد سو جاتے ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ ہم غلط کرتے ہیں اور پھر صبح فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے، میں خود فجر کی نماز ظہر کے بعد پڑھتا ہوں اور صرف دو رکعت فرض پڑھتا ہوں، آیا میں جو نماز پڑھتا ہوں، وہ ٹھیک ہے کہ نہیں؟ اور اگر نہیں تو کیا ہم گناہگار ہوئے؟

الجواب

آپ کے اس طرز عمل پر تین باتیں آپ کی توجہ کے لائق ہیں:

---

(۱) وأفاد بذكره الترتيب فى الفوائت و الوقتية لزوم القضاء وهو ماعليه الجمهور وقال الإمام أحمد: إذا تركها عـمـداً بـغيـر عذر لايلزمه قضاء ها لكونه صار مرتدا والمرتد لا يؤمر بقضاء ما تركه إذا تاب (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلاة، ص: ۲۳۹، باب قضاء الفوائت، طبع: مير محمد كتب خانه)

(۲) والتأخير بلا عذر كبيرة لاتزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج لقضاء مزيل لإثم الترک لا لإثم التأخير. (حاشية الطحطاوى، باب قضاء الفرائض: ٤٤٠، دار الكتب العلمية بيروت/الدر المختار: ٦٢/٢، باب قضاء الفوائت)

(۳) وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض. (الدر المختار)

وفى الرد (قوله والسنة): يوهم العموم كالفرض والواجب وليس كذلک. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ٦٦/٢، دار الفكر بيروت، انيس)

(۴) والتأخير بلا عذر كبيرة لا يزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج فالقضاء مزيل لإثم الترک لا لإثم التأخير. (حاشية الطحطاوى، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ص: ٤٤٠، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(اول) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کے بعد گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے،(۱) البتہ تین صورتیں اس سے مستثنی ہیں، ایک یہ کہ آدمی مہمان کی دلداری کے لیے اس سے بات چیت کرے۔ دوسرے میاں بیوی آپس میں گفتگو کریں۔ تیسرے یہ کہ کچھ لوگ سفر میں ہوں اور وہ رات کاٹنے کے لئے گفتگو کریں۔ (۲) ان تین صورتوں کے علاوہ عشا کے بعد گفتگو مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ مسلمان کے دن بھر کے اعمال کا خاتمہ نیک عمل پر ہونا چاہیے اور وہ عشا کی نماز ہے؛ اس لیے آپ حضرات کو رات گئے تک گپ شپ کا معمول چھوڑ دینا چاہیے، چوں کہ آپ کی یہ گپ شپ نماز فجر کے قضا ہونے کا سبب ہے اور حرام کا ذریعہ حرام ہوتا ہے؛ اس لیے آپ کا یہ فعل حرام ہے۔

(دوم) آپ فجر کی نماز قضا کر دیتے ہیں اور یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے، دنیا کا کوئی گناہ زنا، چوری، ڈاکہ وغیرہ فرض نماز قضا کرنے کے برابر نہیں، اس سے توبہ کرنی چاہیے، (۳) خصوصا فجر کی نماز کی تو اور بھی تاکید ہے، (۴) اور اس کو قضا کر دینا اپنے اوپر بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

(سوم) پھر اگر خدانخوستہ فجر کی نماز قضا ہی ہو جائے تو ظہر تک اس کو مؤخر نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ بیدار ہونے کے بعد اسے پہلی فرصت میں ادا کرنا چاہیے۔ (۵) فجر کی نماز اگر قضا ہو جائے تو زوال سے پہلے سنتوں سمیت قضا کی جاتی ہے اور زوال کے بعد صرف فرض پڑھے جاتے ہیں۔ (۶) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۳۹/۳-۶۴۰)

---

(۱) قوله: وكان يكره النوم والحديث بعدها ... والسمر بعدها قديؤدی إلى النوم عن الصبح أو عن وقتها المختار، الخ. (فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب ما يكره من السمر بعد العشاء: ٧٣/٢)

(٢) (باب السمر مع الأهل والضيف) ... فيلتحق بالسمر الجائز، الخ. (فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة: ٧٦/٢، قبيل كتاب الأذان)

(٣) وروى أيضا: أن إمرة من بني إسرائيل جاء ت إلى موسى صلى الله على نبينا وعليه وعلى سائر النبيين فقالت: يا نبي الله! أذنبت ذنبا عظيما وقد تبت إلى الله تعالى، فادع الله لي أن يغفر ذنبي ويتوب علي، فقال لها موسى: وما ذنبك؟ قالت يا نبي الله! زنيت وولدت ولدًا وقتله، فقال لها موسى على نبينا وعليه الصلاة والسلام: أخرجي يا فاجرة! لا تنزل نار من السماء فتحرقنا بشؤمك، فخرجت من عنده منكسرة القلب، فنزل جبريل عليه السلام وقال: ياموسى! الرب تعالى يقول لك: لم رددت التائبة؟ يا موسى! أما وجدت شرًا منها؟ قال موسى: ياجبريل! ومن شر منها؟ قال: من ترك الصلاة عامدًا متعمدًا. (الزواجر عن اقتراف الكبائر: ١٣٧/١، الكبيرة السابعة والسبعون)

(٤) عن جندب القسري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى صلاة الصبح فهو في ذمة الله فلا يطلبنكم الله من ذمته بشئ فإنه من يطلبه من ذمته بشئ يدركه ثم يكبه على وجهه في نار جهنم. رواه مسلم. (الصحيح لمسلم، كتاب المساجد، قبيل باب الرخصة في التخلف من الجماعة لعذر: ٢٣٣/١، قديمي، انيس)

(٥) وإذا أخر الصلاة الفائتة عن وقت التذكر مع القدرة على القضاء هل يكره فالمذكور في الأصل أنه يكره، لأن وقت التذكر إنما هو وقت الفائتة وتأخير الصلاة عن وقتها مكروه بلاخلاف كذا في المحيط (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت: ١٢٤/١)

(٦) إذا فاتتا مع الفرض يقضيهما بعد طلوع الشمس إلى وقت الزوال ثم يسقط، الخ. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل: ١١٢/١)

نماز فجر کی قضا:

سوال: فجر کی نماز کی قضا کا کیا وقت ہے؟ کیا ظہر میں فجر کی قضا ملا کر پڑھی جائے؟ (سبحان محی الدین، ورنگل)

الجواب

اگر آنکھ اس وقت کھلے جب سورج طلوع ہو رہا ہو تو وقت مکروہ شروع ہو جانے کی وجہ سے کچھ تاخیر سے فجر کی قضا کر لینی چاہیے؛ تاکہ مکروہ وقت گذر جائے اور سورج اچھی طرح نکل آئے۔ ایک بار سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اجمعین کو اس کی نوبت آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قدر تاخیر سے سورج اچھی طرح نکلنے کے بعد فجر کی قضا فرمائی۔(۱) اگر ظہر تک بھی فجر کی قضا نہیں کر پایا تو ظہر سے پہلے ضرور قضا کر لینی چاہیے؛ تاکہ غفلت نہ ہو، البتہ جو شخص صاحب ترتیب ہو؛ یعنی اس پر چھ نمازوں سے کم نمازیں باقی ہوں تو ایسے شخص کے لیے ظہر سے پہلے فجر کی قضا کر لینی واجب ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۲۵-۴۲۶)

ظہر کی نماز عصر کے ساتھ ادا کرنے کی عادت بنانا:

سوال: میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک وکیل ہوں اور کوشش کرتی ہوں کہ میری نمازیں مکمل اور وقت پر ادا ہو جائیں؛ لیکن تقریباً روز ایسا ہوتا ہے کہ جب میں کورٹ سے آفس آتی ہوں تو ظہر کا وقت ہوتا ہے، اس وقت زیادہ تر آفس میں کلائنٹ، یا میرے ساتھی وکیل بیٹھے ہوتے ہیں، جب کوئی نہیں ہوتا، تب تو میں نماز پڑھ لیتی ہوں؛ مگر اکثر کوئی نہ کوئی لازمی ہوتا ہے اور ان کے سامنے مجھے نماز پڑھنا مناسب نہیں لگتا؛ کیوں کہ عورتوں کے لیے حکم ہے کہ نماز کوشش کریں کہ تنہائی میں پڑھیں، لہٰذا میں تقریباً روزانہ ہی گھر آ کر عصر کے ساتھ چار رکعت فرض پڑھ لیتی ہوں؛ یعنی چار رکعت فرض ظہر کے اور چار رکعت فرض عصر کے، اب آپ مجھے بتائیے کہ میری روزانہ جو ظہر کی نماز قضا ہو جاتی ہے، اس کا کس قدر گناہ ہوگا؟

الجواب

فرض نماز قضا کرنا گناہ کبیرہ ہے،(۲) اور یہ میں نہیں بتا سکتا کہ اس کا وبال کتنا ہوگا؟ ہاں! اتنا جانتا ہوں کہ دنیا کا

(۱) عن أبی قتادة قال: سرنا مع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لیلة، فقال بعض القوم: لو عرست بنا یارسول اللّٰہ، أخاف أن تناموا عن الصلاة، قال بلال: أنا أوقظکم فاضطجعوا وأسند بلال ظهره إلٰی راحلته فغلبته عیناه فنام فاستیقظ النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وقد طلع حاجب الشمس، فقال: یا بلال! أین ماقلت؟ قال: ما ألقیت علیّ نومة مثلها قط. قال اللّٰہ قبض أرواحکم حین شاؤ و ردها علیکم حین شاء، یابلال ثم فأذن بالناس بالصلاة فتوضأ فلما فلما ارتفعت الشمس وابیاضت قام فصلی. (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب الأذان بعد ذهاب الوقت: ۸۳/۱، رقم الحدیث: ۵۹۵، انیس) / نیز دیکھئے: الصحیح لمسلم، رقم الحدیث: ۶۸۲، باب قضاء الفائتة واستحباب تعجیل قضاء ها)

(۲) إذ التأخیر بلا عذر کبیرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة. (الدر المختار) ==

کوئی جرم نماز قضا کرنے سے بڑھ کر نہیں اور میں تو عورتوں کی وکالت کو بھی جائز نہیں سمجھتا، اس میں ہزار ہا خرابیاں اور مفاسد ہیں؛ مگر یہ باتیں اس زمانے کے لوگوں کو سمجھانا مشکل ہے، جب تک ملک الموت پیغام لے کر نہیں آتا، اس وقت تک نظر چوں کہ دنیا پر ہے؛ اس لیے یہ باتیں بعید معلوم ہوتی ہیں اور لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتیں؛ لیکن جب موت کا فرشتہ روح قبض کرے گا اور قبر کی کوٹھڑی میں بند کر دیا جائے گا، تو یہ باتیں بغیر سمجھانے کے خود بخود سمجھ میں آنے لگیں گی۔ افسوس ہے کہ دنیا کی دلچسپیوں اور غیر اقوام کی تقلید نے مسلمانوں کا ایمان اتنا کمزور کر دیا ہے کہ ان کو دین کی باتیں سمجھانا بھی مشکل ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/ ۶۱۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازیں کب قضا ہوئیں:

سوال: کس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل چار نمازیں قضا ہو گئیں اور ان نمازوں کی قضا ہونے کی وجہ کیا تھی؟ (فوزیہ جبین، جگتیال)

الجواب

یہ واقعہ غزوۂ خندق کا ہے، روایتوں میں فوت ہونے والی نمازوں کی مختلف تعداد منقول ہے؛(۱) کیوں کہ کئی دنوں تک مسلمانوں کا محاصرہ جاری تھا؛ اس لیے تعداد کا یہ فرق الگ الگ دنوں کا ہو سکتا ہے، یہ نمازیں اس لیے قضا ہوئیں کہ محاصرہ کرنے والے مشرکین کی طرف سے شدید تیر اندازی کا سلسلہ جاری تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ کی اس کیفیت اور مرض وفات میں مسلسل غشی کی وجہ سے بعض نمازیں قضا ہوئیں، باقی سخت سے سخت حالات میں بھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز قضا نہیں ہونے دی۔ اس سے نماز کے اہتمام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۴۲۱)

قضا اور ادا نماز میں فرق:

سوال: قضا اور ادا میں کچھ فرق ہے، یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا؟ مثلاً کسی نے چار وقت کی قضا نماز پانچویں وقت ادا کی، یا کسی نے آٹھ وقت کی قضا نمازیں نویں وقت ادا کی؟

== وفی الرد: (قوله: بل بالتوبة) أی بعد القضاء أما بدونه فالتأخیر باق فلم تصح التوبة منه؛ لأن من شروطها الإقلاع عن المعصیة کما لا یخفٰی. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۲/ ۶۲، قدیمی)

(۱) عن عبیدة بن عبد اللّٰه بن مسعود قال: قال عبد اللّٰه: إن المشرکین شغلوا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن أربع صلوات یوم الخندق حتٰی ذهب من اللیل ما شاء فأمر بلالاً فأذن ثم أقام فصلٰی الظهر ثم أقام فصلی العصر ثم أقام فصلی المغرب ثم أقام فصلی العشاء. (جامع الترمذی، باب ماجاء فی الرجل تفوته الصلوات بأیتهن یبدأ: ۱/ ۴۳، ط: قدیمی، رقم الحدیث: ۱۷۹، انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

جس نماز کو وقت پر پڑھا جائے تو ادا ہے اور جسے بعد وقت کے پڑھا جائے تو وہ قضا ہے۔(۱) صاحب ترتیب کو ترتیب لازم ہے، جب قضا نماز ذمہ میں لازم ہو اور وقت میں گنجائش بھی ہو تو وقتیہ نماز پڑھنا درست نہیں۔ ہاں! اگر کم از کم چھ قضا نمازیں ذمہ میں ہوں تو پھر ترتیب لازم نہیں۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱/۸/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۶۶/۷۔۳۶۷)

نماز فائتہ کا سبب:

سوال: نماز فائتہ میں سبب جمیع وقت کی طرف منسوب ہوتا ہے؛ اس لیے کہ واجب علی صفات الکمال ثابت ہو۔ میرے غبی ہونے کی وجہ سے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ سبب کیا چیز ہے؟ اس کے جمیع وقت کی طرف مضاف ہونے کے کیا معنی ہیں؟ ادا میں وجوب علی صفت الکمال نہ ہونا چاہیے اور فائتہ میں ہونا چاہیے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

وقت میں ادا کرنے سے بوجہ تعذر کے جمیع وقت کو سبب نہیں کہہ سکتے؛ بلکہ جزء مقدم متصل بالا داء کو سبب کہا جاتا ہے اور جب وقت گزر گیا اور نماز فوت ہوگئی تو اب تمام وقت کو سبب کہنے میں کچھ دشواری نہ رہی اور وقت سبب ظاہری نماز کا ہے؛ کیوں کہ جب وقت آتا ہے حکم نماز پڑھنے کا ہوتا ہے، یہی معنی سببیت کے ہیں، مثلاً جب ظہر کا وقت آتا ہے، حکم ہوتا ہے۔ **صلو اصلاة الظهر وقس عليه**. (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۲۸/۴)

نماز کی قضا ضروری ہے، یا توبہ سے معافی ہوسکتی ہے:

سوال: زید نے بڑی عمر میں نماز روزہ شروع کیا تو کیا نماز روزہ قضا کرے یا خالی توبہ سے معافی ہوجاتی ہے؟

(المستفتی: ۶۵۸، مجیدی دواخانہ بمبئی، ۲۷ رجب ۱۳۵۴ھ، مطابق ۲۶/ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

الجواب ــــــــــــــــــــ

جتنی نمازیں وروزے قضا ہوئے ہیں تخمینہ کرکے ان کی قضا کرے۔ صرف توبہ کافی نہیں ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳۸۲/۳)

---

(۱) ”والقضاء فعل الواجب بعد وقته“. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب قضاء الفوائت: ۶۵/۲، سعيد)

”والقضاء له تعريفان: أحدهما على المذهب الصحيح من أن القضاء يجب بمايجب به الاداء، هو فعل الواجب بعد وقته ... فيقال: هو فعل العبادة بعد وقتها“. (البحر الرائق، باب قضاء الفوائت: ۱۳۹/۲، رشيدية)

(۲) قال: ”(ويسقط) الترتيب (بضيق الوقت والنسيان و صيرورتها ستاً) : أى بصيرورة الفوائت ستا، وبكل واحد من هذه الثلاثة يسقط الترتيب ... بخلاف ماإذا كان فى الوقت سعة، وقدم الوقتية حيث لا يجوز؛ ==

قضا نمازوں کے لیے ایک موضوع دعا:

سوال: کیا مندرجہ ذیل دعا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جس کے راوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور کیا اس کے پڑھنے سے قضا نمازیں خواہ کتنی زیادہ ہوں، معاف ہو جاتی ہیں؟

دعا یہ ہے:

"بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم،یا اللّٰہ،یارحمن اللّٰھم یاعظیم،من کل عظیم یاکریم،من کل کریم اللّٰھم یا أجل من کل جلیل،اللّٰھم یاأعزمن کل عزیز،یاقدیم من کل قدیم،اللّٰھم یاموجود من کل موجود!خلصنا من النار یامجیر یامجیر یامجیر وصلی اللّٰہ علی خیرخلقہ محمد وآلہ أجمعین برحمتک یاأرحم الراحمین".

یہ دعا آثار سعید، باب ذکر میں مذکور ہے۔ یہ کتاب معتبر ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

یہ بات کہ "اس دعا کے پڑھنے سے قضا نمازیں معاف ہو جاتی ہیں" قطعا اس کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کہنا جھوٹ ہے، حرام ہے، سخت وبال کا باعث ہے؛ کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح سند کے ساتھ کتب حدیث میں موجود ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"عن أبی ہریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ومن رانی فی المنام فقد رانی،فإن الشیطان لا یتمثل فی صورتی ومن کذب علّی متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار". (۱)

شراح بخاری اور مسلم نے اس کی اسناد کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ (۲)

== لأنہ أداء ھا قبل وقتھا". (تبیین الحقائق،کتاب الصلاۃ،باب قضاء الفوائت: ۱/۱۸۶،مکتبۃ امدادیۃ ملتان)

(۳) فی حکم الواجب بالأمر،وھو نوعان:أداء،وھو تسلیم عن الواجب بسببہ الٰی مستحقہ وقضاء وھو اسقاط الواجب بمثل من عندہ. (حسامی،فصل فی حکم الواجب،ص:۳۷)

التأخیر بلاعذر کبیرۃ لا تزال بالقضاء بل بالتوبۃ. (الدرالمختار)

وفی الرد:(قولہ بل التوبۃ) أی بعد القضاء ،اما بدونہ فالتاخیرباق فلم تصح التوبہ منہ لان من شروطھا الاقلاع عن المعصیۃ. (الدرالمختار مع رد المحتار،کتاب الصلاۃ،باب قضاء الفوات:۲/۶۲،ط:سعید)

حاشیۃ صفحہ ھذا:

(۱) صحیح البخاری،کتاب العلم،باب إثم من کذب علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ۱/۲۱،قدیمی

(۲) واعلم أن الجمہورعلٰی أن الکذب علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عمدًا من أشد الکبائر،وذھب أبومحمد الجوینی من کبارالفقہاء إلی أنہ کفر ... قال العینی:من ذکر حدیثا موضوعاً بدون ذکر وضعہ او غلط فی الإعراب، ==

شارح مشکوۃ نے اس کو معنی متواتر لکھا ہے۔(۱)

جو شخص حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب کرے، جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد نہیں فرمائی، اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ موضوعات کبیر میں کئی صفحات میں اس کے حوالہ نقل کئے ہیں۔(۲)

پس سوال میں لکھی ہوئی دعا کے پڑھنے سے قضا نمازوں کی معافی کا اعتقاد رکھنا اور یہ سمجھنا کہ بس یہ دعا ہی کافی ہے، ہرگز درست نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند،۱۴/۱۱/۱۳۹۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۳۸۶/۷-۳۸۷)

قضا نماز محض توبہ سے معاف ہوگی:

سوال: کیا قضا نماز توبہ سے معاف ہوجاتی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

توبہ اور اس کی قبولیت کی بنا پر وہ گناہ جو عدول حکمی اور احترام وقت کے ٹھکرانے سے ہوا ہے، زائل ہوجائے گا؛ مگر فراغت ذمہ تو جب ہی ہوگا، جب کہ واجب کو ادا کردیا جائے گا؛ اس لیے قضا ضروری ہے۔(۳)

(مکتوبات:۱/۲۱۴)(فتاویٰ شیخ الاسلام:۵۱)

== فهو أيضاً تحت هذا الوعيد. قال الحافظ في الفتح: إن هذا الحديث ثابت عن ثلا ثين من أصحاب النبي صلى الله تعالىٰ عليه و سلم قلت: وهو عندي عن خمسين منهم والحاصل أنه حديث متواتر قطعاً". (فيض الباري علىٰ صحيح البخاري، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه و سلم: ۲۰۱/۱، خضر راه بک ڈپو دیوبند)

"ولأجل كثرة طرقه أطلق عليه جماعة انه متواتر". (فتح الباري، شرح صحيح البخاري: ۲۷۱/۱، قديمي)

قال النووي: "أما من الحديث فهو حديث عظيم في نهايته من الصحة، وقيل: إنه متواتر". (شرح الكامل للنووي على مسلم، باب تغليظ الكذب علىٰ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ۸/۱، قديمي)

(۱) (من كذب علّي) من المتواتر، وليس في الأحاديث ما في مرتبته من المتواتر، فإن ناقليه من الصحابة جم غفير قيل اثنان وستون من الصحابة فيهم العشرة المبشرة. (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الاول: ۴۴۸/۱، الرشيدية)

(۲) الموضوعات الكبرىٰ للملاعلي القاري، ما أخرجه الشيخان والحاكم عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه: "من كذب علّي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار" ص: ۱۲-۲۹، قديمي)

(۳) قال في الدر المختار: اذ التأخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج، الخ. (الدر المختار)

وفي الشامي: (قوله بل بالتوبة) أي بعد القضاء أما بدونه فالتأخير باق فلم تصح التوبة منه؛ لأن من شروطها الاقلاع عن المعصية. (الدر المختار مع رد المحتار، باب قضاء الفوائت: ۶۲/۲، دار الفكر بيروت، انيس)

قضا نماز اور روزے صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے:

سوال: کیا صوم وصلوٰۃ فائتہ توبہ سے معاف ہوجاتے ہیں، یا نہ؟

الجواب

صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے؛ بلکہ قضا ان کی لازم ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۳/۴)

صرف توبہ سے قضا نمازیں معاف نہیں ہوتیں؛ بلکہ قضا ضروری ہے:

سوال: میری عمر اس وقت پچاس سال کی ہے، ڈھائی سال ہوئے میں نے حج فرض ادا کیا تھا، حج کرنے سے پہلے میں نماز کا پابند نہ تھا، اس وقت سے توبہ کرکے نماز ادا کر رہا ہوں تو کیا توبہ کرنے سے میری پچھلی نمازیں معاف ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب

جو نمازیں قضا ہوگئی ہیں، ان کی قضا فرض ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک روز کی نماز کو بالترتیب قضا کرتے رہیں اور نیت اس طرح کریں کہ وہ پہلی نماز فجر کی ادا کرتا ہوں، جس کا وقت میں نے پایا اور اس کو ادا نہ کیا۔ اسی طرح ظہر کی عصر کی مغرب کی، الخ، اور حساب کرکے بلوغ سے توبہ کے وقت تک جتنے سال بے نمازی میں گذر چکے ہیں، ان کی نمازوں کو قضا کریں۔ اس کی دلیل یہ ہے:

قال اللّٰہ تعالٰی فی کتابه مرة بعد أخرىٰ: ﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾(۲)

﴿أقيموا﴾ کا صیغہ امر کا صیغہ ہے اور امر مقتضی وجوب ہے، لہٰذا نماز فرض ہوگئی اور جو چیز امر سے فرض ہوجاتی ہے، اس سے سبکدوش ہونے کے دو ہی طریقے ہیں: تسلیم عین واجب، یا اپنی طرف سے مثل واجب کے تسلیم سے، اپنے ذمہ سے اصل واجب کو ساقط کرنے سے۔

کما قالوا فی حکم الواجب بالأمر: وهو نوعان أداء وهو تسليم عين الواجب بسببه إلٰى مستحقه وقضاء وهو إسقاط الواجب بمثل من عنده. (۳)

توبہ سے، یا حج سے معاصی معاف ہوتے ہیں، فرائض معاف نہیں ہوتے، جیسے اگر کسی نے حج کیا، یا توبہ کرلی تو

(۱) (وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة) لف نشر مرتب وجميع أوقات العمر وقت للقضاء الا الثلاثة المنهية كما مر. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۶۶/۲، دارالفکر بیروت، انیس)

(۲) سورة البقرة: ۱۳، ظفیر

(۳) حسامی، بحث فی الأمر: ۳۴، ظفیر

قرض داروں کا قرض ایسا ہی اس کے ذمہ واجب ہے، جیسے کہ پہلے تھا۔ اسی طرح حقوق اللہ سے بھی جو قرض ہے، وہ بھی ادا کرنے سے ہی ادا ہوگا؛ بلکہ یہاں تک علما نے لکھا ہے کہ توبہ سے نمازوں کی تاخیر کی معصیت معاف ہوگی اور فوراً ادا کرنا لازم ہوتا ہے، حتی کہ اگر پھر قضا کرنے میں تاخیر کی تو از سر نو گنہگار رہوگا:

قال في الشامية: قال الترمذي: هو مخصوص بالمعاصي المتعلقة بحق الله تعالىٰ لا العباد ولا يسقط الحق نفسه بل من عليه صلاة يسقط عنه إثم تأخيرها لا نفسها فلو أخرها بعده تجدد إثم آخر، آه، في البحر: فليس معنى التكفير كما يتوهمه كثير من الناس أن الدين يسقط عنه وكذا قضاء الصلاة والصوم والزكاة إذ لم يقل أحد بذلك، آه. (۲/۲۷۶) (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۳۶-۳۳۷)

توبہ کے بعد بھی قضا ضروری ہے:

سوال: راقم الحروف (مرتب مکتوبات مولانا نجم الدین اصلاحیؒ) نے حضرت امام العصرؒ سے قضاء عمری کے متعلق یہ شبہ پیش کیا تھا کہ جب توبہ کرکے کوئی نماز کا پابند ہوگیا اور اب قضا نہیں ہوئی تو پھر توبہ نے ماقبل کو بھی ذمہ سے ساقط کردیا، اب پھر قضاء عمری کی کیا ضرورت ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

نمازوں کے قضا ہونے کی وجہ سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں: ایک وہ گناہ جو عدول حکمی کی بنا پر ہوتا ہے۔ دوسری چیز اشتغال ذمہ جو کہ وجوب نماز اور وقت کی بنا پر ہوا تھا۔ توبہ اور اس کی قبولیت کی بنا پر وہ گناہ جو عدول حکمی اور احترام وقت کے ٹھکرانے سے ہوا ہے، زائل ہوجائے گا؛ مگر امر ثانی؛ یعنی فراغت ذمہ تو جب ہی ہوگی، جب کہ ماوجب کو ادا کردیا جائے؛ اس لیے قضا ضروری ہے، دنیاوی دیون ناس پر خیال فرمایئے۔

(مکتوبات: ۱/۱۴/۴۱) (فتاوی شیخ الاسلام، ص: ۲۶)

بعد بلوغ کی قضا نمازوں کی ادائیگی ضروری ہے:

سوال: قضاء عمری کی صوم وصلوٰۃ فرض ہے، یا نہ؟ ایک شخص نے تیس سال سے نماز روزہ کی پابندی کی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

بعد بلوغ کے جس قدر نمازیں اور روزے اس کے فوت ہوئے، ان کی قضا کرے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۶۱)

---

(۱)　رد المحتار، كتاب الحج، مطلب في تكبير حج الكبائر: ۲/۶۲۳، دار الفكر بيروت، انيس

(۲)　(وقضاء الفرض والواجب و السنة فرض وواجب وسنة لف نشر مرتب وجميع أوقات العمر وقت للقضاء إلا الثلاثة المنهية كما مر. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب قضاء الفوائت: ۲/۶۶، دار الفكر بيروت، ظفير)

قضا نمازوں کی ادائیگی ضروری ہے:

سوال: زید نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اور جب سے بالغ ہوا ہے، اس کے بعد اب اس کی عمر تقریباً چالیس پینتالیس سال ہے، اس دوران فرائض، واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی ہوتی رہی، اس طرح کچھ حقوق العباد بھی اس کے ذمے ہیں۔ اب زید تلافی کرنا چاہتا ہے، کیا صورت ہے؟

الجواب

حقوق العباد کی کوتاہی کی تلافی تو صرف اس طرح ہوسکتی ہے کہ جن جن لوگوں کے حقوق تلف کئے ہیں، ان کے مالی حقوق، یا تو ان کو ادا کرے، یا ان سے معاف کروائے اور غیر مالی حقوق بھی معاف کروائے اور نماز روزوں کا طریقہ یہ ہے کہ جتنے نماز روزے رہ گئے ہیں، ان کا ٹھیک ٹھیک حساب کرے اور اگر ٹھیک ٹھیک حساب ممکن نہ ہو تو محتاط اندازہ لگائے اور اس کی قضا شروع کردے اور ساتھ ہی یہ وصیت کردے کہ اگر میں ان کی قضا نہ کرسکوں تو ان کا فدیہ میرے ترکے سے ادا کیا جائے، پھر اگر زندگی میں ادائیگی مکمل ہوجائے تو یہ وصیت کاٹ دے۔(۱) زکوۃ کا بھی اسی طرح حساب لگا کر اس کی ادائیگی کردے۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۳/۱۰/۱۳۹۷ھ۔ (فتویٰ نمبر: ۲۸/۱۰۲۸، ج) (فتاویٰ عثمانی: ۵۳۳/۱)

ایک دن رات اگر بیہوش رہے تو نمازوں کی قضا واجب نہیں:

سوال: زید اگر اچھا خاصا کسی وجہ سے ایک دن رات سے زیادہ بیہوش ہوجاوے تو نماز پڑھنا واجب ہے، یا نہیں؟ اور اس بیہوشی کی حالت میں کوئی کام خلاف شریعت ہوجاوے تو زید کو ایسی حالت میں گناہ ہوا، یا نہیں؟

الجواب

اگر ایک دن رات سے زیادہ بیہوش رہے تو ان نمازوں کی قضا واجب نہ ہوگی اور بیہوشی کی حالت میں اگر کوئی کام خلاف شرع ہوجاوے گناہ بھی نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

۲۶/رجب (امداد الاحکام: ۲۷۹/۲-۲۸۰)

قضا نماز کی کون سی نیت صحیح ہے:

سوال: پہلے میں نیت قضا نماز کی اس طرح کرتی تھی کہ "نیت ۴/رکعت فرض عشا کی نماز قضا" اب یہ کرتی ہوں

(۱) وفی الدرالمختار: ۲۹۱/۱: (ویمنع صلاة) مطلقا ولو سجدة شکر (وصوماً) وجماعاً (وتقضیه لزومادونها للحرج).
وفی الشامیة: (قوله: صلاة) ... تسقط للحرج ... و(قوله: وتقضیه) ای الصوم علی التراخی فی الأصح. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الحیض: ۲۹۰/۱-۲۹۱، دار الفکر بیروت، انیس)

کہ: ''میرے ذمے جو عشا کی نمازیں ہیں، ان میں سے پہلی نماز ادا کرتی ہوں''۔ مجھے پہلے بھی یہ نیت معلوم تھی؛ مگر کچھ سمجھ نہ آنے کی وجہ سے پہلی ہی نیت کرتی رہی۔ کیا دونوں نیت درست ہیں، یا نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

دوسری نیت صحیح ہے، پہلی صحیح نہیں۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶۱۶/۳)

قضا بہ نیت ادا:

سوال: کسی شخص نے ظہر کی نماز بہت دیر سے پڑھی؛ لیکن اس کا خیال تھا کہ ابھی ظہر کا وقت (بحساب مثلین) باقی ہے؛ اس لیے قضا کی نیت نہیں کی تھی۔ نماز پڑھنے کے بعد اوقات کی جنتری دیکھی تو معلوم ہوا کہ جنتری کے حساب سے ایک منٹ قبل ظہر کا وقت ختم ہو چکا تھا؛ یعنی جنتری میں چار بج کر گیارہ منٹ پر ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے، اس شخص نے ۴ بج کر ۱۲ منٹ پر نیت باندھی تھی تو آیا اس کی نماز ہوگئی، یا پھر قضا کی نیت سے اعادہ ضروری ہے۔ (عمید احمد بوہرہ)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

نماز ہوگئی، اعادہ ضروری نہیں۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۶۷/۷)

کئی قضا نمازوں کی جگہ صلوۃ التسبیح پڑھنا:

سوال: اگر کسی شخص پر کئی قضا نمازیں ہوں تو کیا وہ صلوٰۃ التسبیح پڑھ کر ان سب کو ادا کر سکتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

صلوۃ التسبیح نفل نماز ہے اور نفل نماز فرض کے قائم مقام نہیں ہوگی۔(۳) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶۳۵/۳)

---

(۱) إذا كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه أو آخره، الخ. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت: ۷٦/۲، طبع: ايچ ايم سعيد)

(وإذا كثرت الفوائت يحتاج لتعيين كل صلاة) يقضيها لتزاحم الفروض والأوقات كقوله أصلي ظهر الإثنين ثامن عشر جمادى الثانية سنة أربع وخمسين و ألف وهذا فيه كلفة (فإذا أراد تسهيل الأمر عليه نوى أول ظهر عليه) أدرك وقته ولم يصله فإذا نواه كذلك فيما يصليه يصير أولا فيصح بمثل ذلك. (مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي: ۲٤۲، باب قضاء الفوائت، مير محمد كتب خانه)

(۲) لصحة القضاء بنية الأداء كعكسه هو المختار. (الدر المختار)

"لو نوى الأداء على ظن بقاء الوقت، فتبين خروجه، أجزأه، وكذا عكسه". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ٤۲۲/۱، سعيد)

(۳) كل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضائها ... سواءٌ كانت الفوائت كثيرة أو قليلة. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت: ۱۲۱/۱، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۱۳۹)

قضا نمازوں کے ہوتے ہوئے تہجد، اوابین وغیرہ پڑھنا:

سوال: میرے ذمے بہت سی قضا نمازیں ہیں، میں ان کو نفل نمازوں کی جگہ ادا کر رہا ہوں، پوچھنا یہ ہے کہ کیا میں قضا نمازوں کو پورا کئے بغیر نماز اوابین اور تہجد پڑھ سکتا ہوں؟

الجواب ــــــــــــــــ

آپ کے لیے بہتر یہ ہے کہ تہجد اور اوابین کے نوافل کی جگہ قضا نمازیں پوری کریں۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۶۳۵)

اگر قضا نمازیں ذمہ ہوں تو کیا تہجد نہیں پڑھ سکتے:

سوال: مجھے کسی سے یہ معلوم ہوا کہ تہجد اس وقت تک نہیں پڑھ سکتے، جب تک کہ قضائے عمری ادا نہیں ہوئی ہو۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

غالباً ان صاحب کا مطلب یہ ہوگا کہ نوافل کے بجائے قضا شدہ نمازیں ادا کی جائیں، ورنہ تہجد پڑھنا جائز ہے۔(۲)
(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۶۳۴)

قضا شدہ فرائض اگر ذمہ ہوں تو کیا سنت ونوافل اس کے لیے درست ہیں:

سوال: جس کے ذمہ دوتین سال کی فرض نمازیں قضا ہوں، اس کے لیے سنن ونوافل جائز ہے، یا نہیں؟ اگر سنن ونوافل پڑھے تو ثواب ملے گا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

سنن ونوافل پڑھنا اس کو درست ہے اور ثواب ملے گا؛ کیوں کہ کوئی عمل صالح کسی عمل کرنے والے کا ضائع نہیں ہوتا۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۲۳۹)

---

(۱) والاشتغال بالفوائت أولى و أهم من النوافل. (الفتاویٰ الهندية،الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت: ۱/۱۲۵)

(۲) وفی الحجة: والاشتغال بالفوائت اولیٰ وأهم من النوافل إلا السنن المعرفة،الخ. (الفتاویٰ الهندية: ۱/۱۲۵)
الاشتغال بقضاء الفوائت أولى وأهم من النوافل إلا سنن المفروضة. (رد المحتار،باب قضاء الفوائت: ۲/۷٤،طبع:سعيد)

(۳) (وسنّ)مؤكدًا (أربع قبل الظهر و)أربع قبل (الجمعة و)أربع (بعدها بتسليمة) ... شرعت البعدية لجبر النقصان و القبلية لقطع طمع الشيطان ويستحب أربع قبل العصروقبل العشاء،الخ. (الدرالمختار)
(قوله: سن مؤكدًا)أی استناناً مؤكدًا ... ولهٰذا كانت السنة المؤكدة قريبة من الواجب فی لحوق الإثم كما فی البحرويستوجب تاركها التضليل واللوم كما فی التحرير. (الدرالمختار مع رد المحتار،باب الوتروالنوافل: ۱/٦٣٠،ظفير)

کیا خانۂ کعبہ میں قضا نماز کا ثواب سو کے برابر ہوگا:

سوال: کہا جاتا ہے خانۂ کعبہ میں پڑھی ہوئی ایک رکعت کا ثواب سو رکعتوں کے برابر ملے گا تو کیا اگر قضا نمازیں خانۂ کعبہ میں پڑھی جائیں تو ایک رکعت سو رکعت کے برابر ہو جائے گی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

ثواب سو نمازوں کا ہوگا؛ مگر نماز ایک ہی ہوگی؛ اس لیے ایک قضا نماز سو قضا نمازوں کے قائم مقام نہیں ہوگی۔(۱)

(آپ کے مسائل اوران کا حل: ۳/۲۳۵)

بیت المقدس، یا رمضان میں ایک قضا نماز ایک ہی شمار ہوگی:

سوال: حدیث میں آتا ہے کہ رمضان المبارک میں فرض نماز کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے اور پھر جمعۃ الوداع کی تو فضلیت اور بھی زیادہ ہے تو کیا وہ شخص جس کی بہت سی نمازیں قضا ہو چکی ہوں، وہ رمضان المبارک کے دن ایک نماز قضا کرے تو یہ صرف ایک ہی قضا نماز سمجھی جائے گی، یا ستر کے برابر؟ اور ان کے قائم مقام ہوگی؟ ایک مولانا کا کہنا ہے کہ جس کی بہت سی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور وہ بیت المقدس میں جا کر ایک نماز پڑھ لے تو اس کی تمام نمازیں ادا ہو گئیں؛ کیوں کہ مقصد تو نماز سے ثواب حاصل ہے اور وہ یہاں حاصل ہو جاتا ہے تو یہی بات رمضان المبارک اور جمعۃ الوداع کے دن بھی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

یہ صحیح ہے کہ رمضان المبارک میں نیک اعمال کا ثواب ستر گنا ملتا ہے؛ لیکن اس سے یہ قیاس کر لینا کہ رمضان میں قضا کی ہوئی ایک نماز سے قضا شدہ ستر نمازیں ادا ہو جائیں گی، بالکل غلط ہے۔ ایک مالک اعلان کر دے کہ جو لوگ فلاں دن کام پر آئیں گے، ان کو ستر گنا اجرت دی جائے گی تو اس کے یہ معنی کبھی نہیں سمجھے جائیں گے کہ ایک دن کام کرنے کے بعد اب ستر دن کی چھٹی ہوگی، یا یہ کہ یہ ایک دن ستر دنوں کے کام کے قائم مقام تصور کیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ ایسا سمجھنے والا احمق ہوگا۔ الغرض کسی عمل پر زائد مزدوری ملنا اور بات ہے اور اس عمل کا کئی دن کے عمل کے قائم مقام ہو جانا دوسری بات ہے۔ رمضان المبارک میں ادا کئے گئے نیک اعمال پر ستر گنا اجر و ثواب ملتا ہے؛ مگر یہ نہیں کہ اس مبارک مہینے میں ایک فرض ادا کرنے سے ستر فرض نمٹ جائیں گے اور جس مولوی صاحب نے بیت المقدس میں ایک نماز پڑھنے کو بہت سی قضا شدہ نمازوں کے قائم مقام بنایا، اس نے بھی بہت غلط بات کہی، مسجد حرام مسجد نبوی اور بیت المقدس

---

(۱) والقضاء فرض فی الفرض وواجب فی الواجب.(الفتاویٰ الهندية،الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت: ۱/۱۲۱)

میں نماز کا ثواب بڑھ جاتا ہے؛ مگر نہیں کہ ایک نماز بہت سی نمازوں کے قائم مقام ہو جائے۔ بیت المقدس میں نماز کا مشورہ مولوی صاحب نے شاید اس لیے دیا کہ وہ آج کل یہودیوں کے قبضے میں ہے اور وہاں پہنچنا ممکن نہیں، ورنہ بیت المقدس سے حرم نبوی اور حرم نبوی سے کعبہ میں نماز پڑھنا افضل ہے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۳۳/۳-۶۳۴)

حرمین میں نوافل ادا کرنے سے قضا نمازیں پوری نہیں ہوتیں:

سوال: ایک گناہگار اور تارک صلوٰۃ شخص توبہ کر لیتا ہے اور قضا نمازیں پڑھنی شروع کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو حج بیت اللہ کی سعادت عطا فرماتے ہیں، وہ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں کثرت سے نوافل ادا کرتا ہے اور فرض نمازیں بھی ادا کرتا ہے، حرمین شریفین میں ایک ایک رکعت کا ہزاروں اور لاکھوں گنا ثواب ہے، کیا اس کی قضا نمازیں ادا ہو گئیں؟ یا اس کو قضا نمازیں جاری رکھنی چاہئیں؟

الجواب

اس حاجی صاحب کو فرض نمازیں بہر حال قضا کرنا ہوں گی، حرم مکہ میں جو نماز پڑھی جائے، اس پر لاکھ درجے کا ثواب ملتا ہے؛ مگر وہ ایک ہی نماز ہوگی، یہ نہیں کہ وہ نماز لاکھ نمازوں کے قائم مقام سمجھی جائے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۳۳/۳)

قضاء فوائت:

سوال: ایک شخص کی تین چار سال کی نمازیں اس طرح قضا ہوئیں کہ کسی روز عصر کی نہ پڑھی اور کسی روز ظہر کی نہ پڑھی تو ادائیگی کیا ہوگی؟

الجواب

ظن غالب کے موافق ان نمازوں کو قضا کرے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴۶/۴)

(۱) فعلم أن كلا من صلاة الرغائب: ليلة أول جمعة من رجب وصلاة البراءة ليلة النصف من شعبان وصلاة القدر ليلة لسابع والعشرين من رمضان بالجماعة بدعة مكروهة ... ولا ينبغي أن يتكلف لالتزام مالم يكن في الصدر الأول كل هٰذا التكلف لإقامة أمر مكروه ... قال أبو محمد عز الدين بن عبد السلام المقدسي: لم يكن ببيت المقدس قط صلاة الرغائب في رجب و لا صلاة نصف شعبان، فحدث في سنة ثمان وأربعين وأربع مائة أن قدم علينا رجل من نابلس يعرف بأبن الحي وكان حسن التلاوة، فقام فصلّٰى في المسجد الأقصى ليلة النصف من شعبان، فأحرم خلفه رجل ثم انضاف ثالث ورابع فما ختم إلا وهو جماعة كثيرة، ثم جاء في العام القابل فصلّٰى معه خلق كثير وانتشرت في المسجد الأقصٰى وبيوت الناس و منازلهم ثم استقرت إلى يومنا هذا، الخ. (الحلبي الكبير، ص: ٤٣٣-٤٣٤، تتمات من النوافل)

(۲) خیر الفتاویٰ: ۶۰۴/۲، ما یتعلق بقضاء الفوائت

قضاء الفوائت:

سوال: ایک شخص کی پانچ یا چھ نمازیں برابر قضا ہوگئیں، اب اگر وہ وقتیہ نماز پڑھے تو ہوسکتی ہے، یا نہ؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

چھ نمازیں اگر قضا ہوگئی ہیں تو وہ وقتیہ نماز ہو جاوے گی اور اگر اس سے کم ہیں تو جب تک اس فوائت کو قضا نہ کرے گا، وقتیہ نماز نہ ہوگی؛ یعنی فساد موقوف کے ساتھ۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴۷/۴-۳۴۸)

نماز روزے کی قضا:

سوال: نماز روزے قضا ہوئے، یہ معلوم نہیں کہ کتنی مدت کے قضا ہوئے تو ادا کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

اندازہ کرلے، جس قدر مدت کی نماز روزوں کا اندازہ ہو، ان کی قضا کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴۸/۴)

قضا شدہ نمازوں کی قضا:

سوال: زید کے ذمہ تقریباً ۱۲، ۱۳/ سال کے نماز روزہ قضا ہیں، جو اس نے دانستہ ادا نہیں کئے۔ اب وہ نماز روزہ مافات کو ادا کرنا چاہتا ہے تو کس صورت سے ادا کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

نماز روزہ کی قضا کرے، اندازاً جتنے برسوں کی نماز بعد بلوغ کے اور روزے قضا ہوگئے ہوں، اس کو ادا کرے۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴۹/۴)

قضا فوراً ادا کرے:

سوال: ایک شخص کو سوتے سوتے دن نکل آیا، اس نے اٹھتے ہی فوراً قضا نماز پڑھ لی، چناں چہ دوسرے روز بھی سوتے ہوئے دن نکل آیا؛ مگر اس روز اس نے صبح کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھی۔ سونے میں نماز کو تاخیر، یا قضا ہو جاوے تو فوراً ہی پڑھنی چاہیے، یا دیر کر کے؟

---

(۱) (ولو فاتته صلوات رتبها في القضاء كما وجبت في الأصل) ... (إلا أن يزيد الفوائت على ستة صلوات)؛ لأن الفوائت قد كثرت فتسقط الترتيب فيما بين الفوائت، الخ. (الهداية، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۱۳۴/۱، ثاقب بک ڈپو دیوبند، ظفیر)

الجواب

جس وقت آنکھ کھلے، اگر وہ وقت نماز کی کراہت کا نہیں ہے تو فوراً اسی وقت نماز قضا پڑھنی چاہیے، دوسرے دن جو قضا میں تاخیر کی کہ ظہر کے وقت پڑھی، یہ اچھا نہیں کیا۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴۸/۴)

جس وقت کی قضا ہو، اسے اسی وقت ادا کرنا ضروری نہیں ہے:

سوال: جس وقت کی نماز قضا ہے، اس کو اسی وقت میں پڑھے، یا مثلاً ظہر کو عشا میں اور عشا کو ظہر میں پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

ہر طرح جائز ہے، جس وقت جو نماز قضا چاہے، ادا کر سکتا ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴۴/۴-۳۴۵)

گزشتہ قضا نمازیں پہلے پڑھیں، یا حالیہ قضا نمازیں:

سوال: بہت سالوں کی نمازیں قضا ہوں تو کیا ان کو ادا کرنے سے پہلے ہم ایک دو وقت کی حالیہ نماز قضا ادا نہیں کر سکتے؟ میرا مطلب ہے کہ آج کل مجھ سے ظہر، یا عصر کی کسی وقت کی نماز چھوٹ جاتی ہے تو میں اگلی نماز پڑھنے سے پہلے پچھلی نماز کی قضا کرلوں، یا پہلے پچھلے سالوں کی قضا نمازیں ادا کروں؟ ویسے میں نے قضا نمازیں پڑھنی شروع کی ہیں، میں ۱۹۶۱ء میں پیدا ہوئی اور میں نے ۱۹۷۱ء کے شروع دن کی نمازوں سے قضا شروع کی ہے تو محترم! اس ضمن میں یہ بتادیں کہ قضا نماز کی نیت کرتے وقت مہینے اور تاریخ کا حوالہ دینے کے لیے چاند کا مہینہ اور تاریخ ادا کریں، یا عیسوی مہینے کے دنوں سے بھی قضا ادا ہو جائے گی؟ کیوں کہ نیت تو خدا جانتا ہے، میں عیسوی سال کے مہینے اور تاریخ کے ساتھ فلاں وقت کی قضا نماز کی نیت کرتی ہوں، آپ بتادیں میرا یہ عمل درست ہے؟ کیوں کہ چاند کی تاریخیں تو یاد نہیں، اس کے علاوہ جو خاص ایام کی نمازیں چھوٹتی ہیں، وہ بھی ادا کرنی چاہئیں، یا وہ نمازیں معاف ہیں؟

الجواب

جب سے آپ نے نماز کی پابندی شروع کی ہے، نئی قضا شدہ نمازوں کو تو ساتھ کے ساتھ پڑھ لیا کیجئے، ان کو پرانی قضا شدہ نمازوں میں شامل نہ کیا کیجئے، بہت سی قضا نمازیں جمع ہو جائیں تو ظاہر ہے کہ ہر نماز کے دن کا یاد رکھنا مشکل ہے؛ اس لیے ہر نماز میں بس یہ نیت کرلیا کیجئے کہ اس وقت (مثلاً ظہر کی) کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں، ان میں

---

(۱) من فاتته صلاة قضاها إذا ذكرها وقدمها على فرض الوقت. (الهداية، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۱۳٤/۱، ثاقب بک ڈپو، دیوبند، انیس)

سے پہلی نماز ادا کرتی ہوں۔(۱) ''خاص ایام'' (ایام حیض) میں نماز فرض نہیں ہوتی، اگر آپ کو ناغے کے دنوں کی صحیح تعداد معلوم ہو تو ان دنوں کی نمازیں قضا کرنے کی ضرورت نہیں۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶۲۲/۳-۶۲۳)

عمر کے نامعلوم حصے میں نمازیں قضا ہونے کا شبہ ہو تو کیا کرے:

سوال: جس شخص کو علم نہیں کہ میں نے عمر کے کس حصے میں نماز باقاعدہ پڑھنی شروع کی تھی، عمر کا اندازہ نہیں تھا، ویسے اپنی یادداشت میں اس نے کوئی نماز نہیں چھوڑی، اگر کوئی نماز قضا ہوگئی تو دوسری نماز کے ساتھ ادا کرلیا۔ اب اسے تشویش ہے کہ شاید میری کچھ نمازیں بلوغت کے بعد رہ گئی ہیں، یا نہیں؟ تو اب اس کو اپنی تسلی کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

احتیاطاً کچھ عرصہ نمازیں قضا پڑھتا رہے، یہاں تک کہ اسے اطمینان ہوجائے کہ اب کوئی نماز اس کے ذمہ نہیں ہوگی؛(۲) لیکن اس کو چاہیے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورت ملائے،(۳) اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان نمازوں کو

---

(۱) وقالوا: فيمن ترك صلوات كثيرة مجانة ثم ندم علىٰ ماصنع واشتغل بأداء الصلوات في مواقيتها قبل أن يقضي شيئاً من الفوائت فترك صلاة ثم صلىٰ أخرىٰ و هوذاكر لهٰذه الفائتة الحديثة أنه لايجوزو يعجل الفوائت الكثيرة القديمة كأنها لم تكن ويجب عليه مراعاة الترتيب،الخ.(بدائع الصنائع،كتاب الصلاة،فصل في بيان شرائط الأركان: ۱۳۷/۱،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

(۲) وفي العتابية عن أبي نصررحمه الله فيمن يقضي صلوات عمره من غيرأنه فاته شئ يريد الإحتياط فان كان لأجل النقصان والكراهة فحسن.(الفتاویٰ الهندية،كتاب الصلاة،الباب الحادي عشرفي قضاء الفوائت: ۱۲٤/۱)

ومن قضىٰ صلاة عمره مع أنه لم يفته شئ منها إحستياطا قيل يكره وقيل لايكره؛لأن كثيراً من السلف قد فعل ذلك لكن لا يقضي في وقت تكره فيه النافلة،والأفضل أن يقرأ في الأخيرتين السورة مع الفاتحة؛لأنها نوافل من وجه فلأن يقرأ الفاتحة والسورة في أربع الفرض علىٰ احتماله أولىٰ من أن يدع الواجب في النفل ويقنت في الوتر ويقعد قدرالتشهد في ثالثته ثم يصلي ركعة رابعة فإن كان وتراً فقد أداه وإن لم يكن فقد صلى التطوع أربعاً ولا يضره القعود وكذا يصلي المغرب أربعاً بثلاث قعدات.(حاشية الطحطاوي تحت المراقي،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،ص:٤٤٧،دار الكتب العلمية بيروت،انيس)

(۳) يقرأ في الركعات كلها الفاتحة مع السورة.(الفتاویٰ الهندية،الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت: ۱۲٤/۱)

ومن قضىٰ صلاة عمره مع انه لم يفته شئ منها إحتياطا قيل يكره وقيل لا يكره لأن كثيرا من السلف قد فعل ذلك لكن لا يقضي في وقت تكره فيه النافلة،والأفضل أن يقرأ في الأخيرتين السورة مع الفاتحة لأنها نوافل من وجه فلأن يقرأ الفاتحة والسورة في أربع الفرض علىٰ إحتماله أولىٰ من أن يدع الواجب في النفل ويقنت في الوترويقعد قدرالتشهد في ثالثته ثم يصلي ركعة رابعة فإن كان وترا فقد أداه وإن لم يكن فقد صلى التطوع أربعاً ولايضره القعود وكذا يصلي المغرب أربعاً بثلاث قعدات.(حاشية الطحطاوي تحت المراقي،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،ص:٤٤٧،دار الفكر بيروت،انيس))

فجر وعصر کے بعد نہ پڑھے۔(۱) نیز مغرب اور وتر کی نماز کی تیسری رکعت پر قعدہ کرکے ایک رکعت اور ملا لیا کرے۔(۲)
(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۲۱/۳)

قضاء نمازیں یاد نہ ہوں:

سوال: میری کتنی نمازیں چھوٹ گئی ہیں، وہ یاد نہیں۔اب میں ان نمازوں کی قضا کرنا چاہتی ہوں تو کس طرح کر سکتی ہوں؟　　(عائشہ فردوس،گلبرگہ)

الجواب

اس کے لیے آپ کو خود اپنا ذہن ٹٹولنا ہوگا اور اندازہ لگانا پڑے گا۔نماز بالغ ہونے کے بعد فرض ہوئی ہے،عورتوں کے لیے یہ خصوصی رعایت ہے کہ حیض ونفاس کے ایام کی نمازیں ان سے معاف ہیں؛اس لیے آپ پہلے اندازہ کریں کہ کتنوں دنوں سے آپ پر نماز فرض ہے اور مہینوں میں کتنے دنوں آپ کو نماز کی ضرورت نہیں ہوتی ؟ پھر غور کیجئے کہ ان پانچوں نمازوں میں کون سی نماز آپ سے زیادہ فوت ہوتی رہتی ہے اور کس نماز میں آپ زیادہ پابندی کا اہتمام کرتی رہتی ہیں؟ ان تمام امور کو ملحوظ رکھ کر اندازہ لگایئے اور جتنی نمازیں زیادہ آپ کے خیال میں قضا ہوئی ہوں،ان کو ادا کرنا شروع کر دیجئے۔اگر یہ اہتمام کر لیں کہ جو نماز ادا کریں،اسی نماز کی باقی ماندہ نمازوں میں سے ایک نماز بھی ادا کرتی جائیں تو آسانی ہوگی۔نیت کا طریقہ یہ ہوگا کہ مثلاً یوں کہیں کہ میں فوت شدہ پہلی فجر ادا کرتی ہوں،یا آخری فجر ادا کرتی ہوں۔آپ کے خیال کے مطابق جب قضا ادا ہو جائے تو آئندہ کوشش کریں کہ کوئی نماز قضا ہونے نہ پائے،اس کے باوجود اگر کچھ نمازیں باقی رہ گئی تو اللہ تعالیٰ کی شان کریمی سے امید ہے کہ اللہ اسے معاف کر دیں گے۔(کتاب الفتاویٰ: ۴۲۷/۲)

(۱) والصحيح أنه يجوز إلا بعد صلاة الفجر والعصر وقد ففل ذلك كثير من السلف لشبهة الفساد،كذا في المضمرات.(الفتاوىٰ الهندية،كتاب الصلاة،الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت: ١٢٤/١)

ومن قضى صلاة عمره مع أنه لم يفته شئ منها إحتياطا،قيل: يكره، وقيل: لا يكره، لأن كثيرا من السلف قد فعل ذلك لكن لا يقضى فى وقت تكره فيه النافلة،والأفضل أن يقرأ فى الأخيرتين السورة مع الفاتحة لأنها نوافل من وجه فلأن يقرأ الفاتحة والسورة فى أربع الفرض علىٰ احتماله أولىٰ من أن يدع الواجب فى النفل ويقنت فى الوتر ويقعد قدر التشهد فى ثالثته ثم يصلى ركعة رابعة فإن كان وترا فقد أداه وإن لم يكن فقد صلى التطوع أربعاً ولايضره القعود وكذا يصلى المغرب أربعاً بثلاث قعدات.(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،ص: ٤٤٧،دار الكتب العلمية بيروت،انيس)

(۲) وإن لم يستيقن أنه هل بقى عليه وتر أو لم يبق فإنه يصلى ثلاث ركعات ويقنت ثم يقعد قدر التشهد ثم يصلى ركعة أخرىٰ ... الخ (الفتاوىٰ الهندية،كتاب الصلاة،الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت: ١٢٥/١)

ومن قضى صلاة عمره مع أنه لم يفته شئ منها إحتياطاً ...الخ.(حاشية الطحطاوى على المراقى،ص: ٢٤٣)

کئی نمازیں چھوٹ جائیں اور دن یاد نہ ہو:

سوال (الف) کسی شخص کی کئی نمازیں چھوٹ گئیں، اب یاد نہیں ہے کہ کس دن کی فجر، ظہر، یا کوئی اور نماز چھوٹی ہے، ایسی صورت میں وہ کس طرح چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرے؟

(ب) کیا وتر اور سنت فجر کی بھی قضا کی جائے گی؟　　(محمد نصیر عالم سبیلی، جالے)

الجواب

(الف) اگر یہ یاد نہ ہو کہ اس کی کون سی نمازیں اور کس کس دن کی فوت ہوئی ہیں تو اپنے حالات کے تحت تحری اور اندازہ کرے کہ اس کی کون سی نماز چھوٹی ہوگی، پھر اس طرح نیت کرے کہ میں اپنی چھوٹی ہوئی پہلی ظہر، یا آخری ظہر ادا کرتا ہوں۔ علامہ ابن نجیم مصریؒ نے لکھا ہے کہ اس کے لیے خلاصی کی یہی صورت ہے۔

وكـذا فـي قـضـاء الصلاة لا يجوز ما لم يعين ويومها،بأن عين ظهر يوم كذا مثلاً ولو نوىٰ أول ظهر عليه آخر ظهر عليه جاز؛لأن الصلاة عليه تعينت بتعيينه،وكذا الوقت يعين لكونه أولاً وآخراً فإن نـوىٰ أول صـلاة عـليـه وصلّى مما يليه يصيراً أولاً أيضاً فيدخل في نيته أول ظهر عليه ثانياً وكذلك ثالثاً الىٰ ما لا ينتهي وكذا الآخر.(۱)

وهٰذا هو المخلص لمن لم يعرف الأوقات الفائتة.(۲)

(ب) واجب نماز کی بھی قضا واجب ہوتی ہے، سنت کی اصلاً قضا نہیں ہے۔ ہاں فجر کی فرض نماز کے ساتھ فجر کی سنت بھی قضا کی جاسکتی ہے، نہ کہ تنہا سنت کی۔ ویسے بعض فقہا نے لکھا ہے کہ سنت کی بھی قضا کی جاسکتی ہے، البتہ فرض کی قضا فرض ہوگی، واجب کی واجب اور سنت کی سنت۔(۳) (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۲۳-۴۲۴)

احتلام یاد نہیں تو نماز کب سے لوٹائیں:

سوال: امام مسجد کو احتلام ہوتا ہے، صبح کو احتلام یاد نہیں اور نہ کسی قسم کا اثر معلوم ہوا، دو تین روز کے بعد اتفاقاً پائجامہ پر نشان منی کا دکھلائی دیا۔ اب سوچتا ہے کہ یہ کب سے ہے تو فکر کے بعد معلوم ہوا کہ غالباً دوسری تیسری رات کا واقعہ ہے اور اس اثنا میں وہ امام جتنی نمازیں پڑھاتا رہا اور گاہے گاہے دوسرا شخص بھی نمازیں پڑھاتا رہا۔

---

(۱) البحر الرائق، كتاب الخنثىٰ في مسائل شتىٰ: ۹/۳۴۷-۳۴۸، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

(۲) الأشباه والنظائر، ص: ۶۰

والسـنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها الا ركعتي الفجر اذا فاتتا مع الفرض يقضيهما بعد طلوع الشمس الىٰ وقت الزوال.(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل: ۱/۱۲۲)

(۳) حاشية مولانا أحمد على سهارنپورى على الجامع للترمذى: ۱/۹۹

اب سوال یہ ہے کہ دو تین روز میں جن لوگوں نے اس جنبی امام کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، وہ مقررہ خاص متعین نمازی نہیں ہیں؛ بلکہ کوئی کسی جگہ کا اور کوئی کسی جگہ کا...... نامعلوم الاسم، نامعلوم المکان ہیں اور مقررہ متعین نمازی تو چند ہیں۔ اب ان نمازوں کا اعادہ کس طرح کیا جائے اور وہ لوگ جو نامعلوم الاسم ہیں، ان کی نمازیں ہوگئیں، یا نہیں؟ وہ نمازیں امام کو یاد نہیں کہ میں نے جنابت کی حالت میں کتنی پڑھائی ہیں۔

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

محض احتمال اور شک سے تو اعادہ نماز کا حکم نہیں دیا جاتا؛ بلکہ شک کی صورت میں یہ حکم ہے کہ جس وقت کپڑے پر منی کو دیکھا ہے، اس سے قبل جو سویا تھا، اس وقت سے جنابت کا حکم ہوگا اور بیدار ہوکر جس قدر نمازیں پڑھی ہیں، ان کا اعادہ واجب ہے؛ لیکن اگر قرائن سے غلبۂ ظن حاصل ہوگیا کہ مثلاً تیسری شب میں احتلام ہوا تھا تو پھر جب ہی سے حکم اعادہ کیا جاوے، جب سے غلبۂ ظن حاصل ہو،(۱) اور جہاں تک اپنے امکان میں ہو تحقیق کرکے نمازیوں کو اطلاع کردے، خواہ زبانی خواہ تحریری، خود، یا کسی اور کے ذریعہ، اس کے بعد بھی اگر کوئی بغیر اطلاع رہ گیا، لاعلمی کی وجہ سے تو ان شاء اللہ معافی کی توقع ہے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبد اللطیف، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۳۷۱-۳۷۲)

بطورِ شک جو قضا نمازیں پڑھی جائیں، وہ کیا ہوں گی:

سوال: اگر نماز چاشت، یا تہجد کے وقت نماز قضاء عمری پڑھے اور وہ شخص بطور شک کے قضا پڑھتا ہے، حالاں کہ اس کے ذمہ یقیناً کوئی نماز فرض نہیں تو یہ نماز چاشت، یا تہجد ہوگی، یا نفل ہوگی؟ اور اگر نمازِ مغرب قضا کی تو تین رکعت نفل ہونے سے تو کوئی خرابی نہ ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــ

کچھ اختلاف نہیں اور قضا مغرب میں اس احتمال سے کچھ کراہت نہ ہوگی۔(۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۴۹، ۳۵۰)

---

(۱) (قوله: أعاد من آخر احتلام، الخ) ... وفي بعض النسخ: من آخر نوم، و هو المراد بالاحتلام؛ لأن النوم سببه. (ردالمحتار، كتاب الطهارة، فصل في البئر، مطلب مهم في تعريف الاستحسان: ۲۱۹/۱-۲۲۱، سعيد)

(۲) (وإذا ظهر حدث امامه) ... (بطلب، فيلزم اعادتها) ... (كما يلزم الامام اخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب) أو فاقد شرط أو ركن ... (بالقد الممكن) بلسانه أو (بكتاب او رسول على الأصح) لو معينين، وإلا لايلزمه، بحر عن المعراج. (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الامامة: ۵۹۲/۱، سعيد)

(۳) في العتابية عن أبي نصر رحمه الله فيمن يقضي صلوات عمره من غير أن فاته شئ يريد الاحتياط فإن ==

کسی نے قضا فجر پڑھی، حالاں کہ اس کے ذمہ قضا نہ تھی تو کیا حکم ہے:

سوال: بعد عشا چار رکعت نماز سنت ہیں: دو مؤکدہ و دو غیر مؤکدہ۔ پس اگر کسی شخص نے دو مؤکدہ پڑھیں اور دو فجر کے فرض کی قضا اور اس کے ذمہ فجر کی قضا واقع میں نہ ہو تو وہ چاروں سنت ہوں گی؟ اگر ایسا ہے تو فرمایئے ان کا ایک سلام کے ساتھ تو پڑھنا ضروری نہیں ہے؟

الجواب

ایک سلام کی شرط اس میں نہیں ہے؛ بلکہ دو رکعت سنت مؤکدہ علاحدہ پڑھنی چاہیے اور دو رکعت غیر مؤکدہ علاحدہ پڑھنی چاہیے۔ پس بصورت نہ ہونے قضا کے اس کے ذمہ پر یہ دو رکعت نفل ہو جاویں گی اور چار رکعت بعد عشا ہو جاویں گی۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۳۵۰/۴)

چند قضائیں ایک وقت میں ادا کرنا درست ہیں، یا نہیں:

سوال (۱) چند نمازیں قضا ایک وقت میں پڑھ لینی جائز ہیں، یا نہیں؟

(۲) قضا نمازوں میں سے وتر اور عشا ایک ہی وقت میں پڑھنے ضروری ہیں، یا ایک وقت عشا اور ایک وقت وتر پڑھے؟

الجواب

(۱) جائز ہیں۔ (۲) (ایک وقت میں کئی وقتوں کی قضا نمازیں ادا کرنی درست ہیں۔ظفیر)

(۲) علاحدہ علاحدہ بھی قضا کر سکتا ہے، ایک وقت میں قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۳۴۳/۴)

== كان لأجل النقصان والكراهة فحسن وإن لم يكن لذلک لايفعل والصحيح أنه يجوز إلابعد صلاة العصر والفجروقد فعل ذلک كثيرمن السلف لشبهة الفساد، كذا فى المضمرات. (الفتاویٰ الهندية، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت: ۱۲٤/۱، دار الفكر بيروت، انيس)

(۱) ولو صلّٰى ركعتين وهو يظن أن الليل باقٍ فإذا تبين أن الفجر قد كان طلع ... قال المتأخرون يجزيه عن ركعتى الفجر. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع فى النوافل: ۱۱۲/۱، انيس)

(۲) لأنه عليه السلام أخرها يوم الخندق. (عن عبد اللّٰه بن مسعود قال: قال عبد اللّٰه: إن المشركين شغلوا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن أربع صلوات يوم الخندق حتّٰى ذهب من الليل فأمر بلالاً فأذن ثم أقام فصلّٰى الظهر ثم أقام فصلّٰى العصر، ثم أقام فصلّٰى المغرب ثم أقام فصلّٰى العشاء. (جامع الترمذى، باب ماجاء فى الرجل تفوته بأيتهن يبدأ: ٤٣/۱، قديمى، انيس)

وذلک أن المشركين شغلوا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن أربع صلوات يوم الخندق حتّٰى ذهب من الليل ما شاء اللّٰه تعالٰى فأمر بلالاً فأذن ثم أقام فصلى الظهر ثم أقام فصلى العصر ثم أقام فصلى المغرب ثم أقام فصلى العشاء (رد المحتار، باب قضاء الفوائت: ٦٧٦/۱، ظفير)

قضا شدہ کئی نمازیں ایک ساتھ پڑھنا:

سوال: کوئی آدمی اگر پانچ وقت کا نمازی ہواور اگر جس آدمی سے کبھی کسی مصروفیت کے تحت نماز چھوٹ جاتی ہے، پھر وہ چاہے کہ میں عشا میں سب نماز ایک ساتھ پڑھ لوں تو وہ شخص ایک ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے؟

الجواب

مصروفیت کے تحت نماز کا قضا کر دینا بڑا ہی سخت گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہیے، ایک مسلمان کے لیے نماز سے زیادہ اہم مصروفیت کون سی ہوسکتی ہے،؟ جس کی وجہ سے وہ نماز کو چھوڑ دیتا ہے۔ بہر حال قضا شدہ نمازوں کو جب بھی موقع ملے ادا کر لینا چاہیے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ قضا شدہ کئی نمازیں ایک ساتھ بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ (۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۳۵/۳-۶۳۶)

ایک وقت میں جتنی قضا چاہے، ادا کرسکتا ہے:

سوال: اگر کسی شخص کی چار یوم کی نماز قضا ہوجائے تو ایک وقت میں ادا کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

چار دن کی فوت شدہ نمازیں ایک دن میں قضا کرسکتا ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۱/۴)

نمازِ قصر کی قضا قصر ہی ہوگی:

سوال: نماز قصر کی قضا قصر ادا کرنی چاہیے، یا پوری؟

الجواب

نمازِ قصر کی قضا قصر ہی پڑھنی چاہیے۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۹/۴)

ملازمت کی وجہ سے دن کی ساری نمازیں اکٹھے ادا کرنا:

سوال: ہمارے بعض دوست سارا دن ملازمت وغیرہ میں مصروف رہنے کی بنا پر رات کو گھر آ کر تمام نمازیں؛

---

(۱) ثم ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمروقت له إلا ثلاثة وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب فإنه لا تجوز الصلاة فى هٰذه الأوقات. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۸۶/۲)

(۲) (والقضاء يحكى) أى يشابه (الأداء سفرًا وحضرًا)؛ لأنه بعد ما تقرر لايتغير. (الدر المختار)

(قوله: سفرًا وحضرًا): أى فلو فاتته صلاة السفر وقضاها فى الحضر يقضيها مقصورةً كما لو أدّاها. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلوٰة المسافر: ۷۴۵/۱، ظفير)

یعنی ظہر، عصر، مغرب وعشا کو اکٹھے جمع کر کے پڑھتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ان دوستوں کی کیا نماز جائز ہوگی، یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو ان کے لیے نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ اور اگر ایسے حضرات کے بارے میں کوئی حدیث ہو تو ضرور ذکر کیجئے گا؟

الجواب

نمازوں کو ان کے مقررہ اوقات پر ادا کرنا چاہیے، نمازوں کو قضا کرنا بڑا وبال ہے۔ (۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶۱۶/۳)

عشا کے قضا شدہ فرض ایک نماز کے ساتھ اور دوسری نماز کے ساتھ پڑھنا:

سوال: بیماری، یا کمزوری کی صورت میں اگر عشا کی قضا نماز کے فرض کسی بھی ادا نماز کے ساتھ پڑھی جائیں اور وتر بعد میں کسی بھی دوسری ادا نماز کے ساتھ پڑھے جائیں تو کیا نماز ہو جائے گی؟

الجواب

اللہ نہ کرے کہ آدمی کو ایسی معذوری، یا بیماری ہو کہ اسے نماز قضا کرنی پڑے۔ نماز ہر حال میں خواہ آدمی کیسا ہی معذور ہو، اپنے وقت پر ادا کرنی چاہئے، اور جو نماز قضا ہو جائے، اس کا کوئی وقت نہیں ہوتا، جب بھی موقع ملے، اسے ادا کر لیا جائے۔ (۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶۴۵/۳-۶۴۶)

جس کی نمازیں قضا ہوں، وہ قضا ادا کرے، یا تہجد، کون بہتر ہے:

سوال: جس شخص کی نمازیں زیادہ قضا ہوئی ہوں، اس کو تہجد کے وقت، یا دیگر اوقات مناسبہ میں نماز تہجد، یا نوافل پڑھنی بہتر ہیں، یا قضائے عمری؟

الجواب

درمختار میں ہے:

”وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة“. (۳)

---

(۱) ﴿إن الصلاة كانت على المؤمنين كتباً موقوتاً﴾ (سورة النساء: ۱۰۳)
والتأخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج فالقضاء مزيل لإثم الترك لا لإثم التأخير. (حاشية الطحطاوی تحت مراقی الفلاح، باب قضاء الفوائت: ص: ۴۴۰، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۲) ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقت له الا ثلثة وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب فانه لا تجوز الصلاة فى هٰذه الأوقات. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت: ۱۲۱/۱، انيس)

(۳) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب قضاء الفوائت: ۶۸۰/۱، ظفير

یعنی فرض کا قضا کرنا فرض اور واجب کا قضا کرنا واجب اور سنت کا سنت ہے۔

حاصل یہ کہ قضاء عمری واقعی کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی اور تاخیر اچھی نہیں ہے، جہاں تک ہو سکے اور جب وقت ملے فرائض اور وتر کی قضا نماز ادا کی جاوے تو بہتر ہے۔(۱)

لیکن صلوٰۃ تہجد جس کی قرآن شریف اور احادیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے، چناں چہ صحیح مسلم میں ہے:

"أفضل الصلاة بعد الفريضة صلاة الليل".(۲)

یعنی صلوٰۃ فرائض کے بعد نماز تہجد کی افضل ہے۔ پس اس فضیلت کا اقتضا تو یہی ہے کہ اس کو ہرگز نہ چھوڑا جائے اور یہ فضیلت بغیر نوافل قضا نمازوں کے اس وقت پڑھنے سے حاصل نہیں۔

قال فی الدر المختار: "إن التهجد لايحصل إلا بالتطوع فلونام بعد صلاة العشاء ثم قام فصلیٰ فوائت لايسمى تهجدًا".(۳)

یعنی تہجد نام ہے بعد صلاۃ عشاء آخر رات میں اٹھ کر نوافل پڑھنے کا۔ پس اگر کوئی شخص اس وقت بجائے نفل اپنی دن کی نماز قضا کو پڑھے تو اس کا نام تہجد نہ ہوگا۔ یعنی وہ ثواب جو نماز تہجد کا ہے وہ اس سے حاصل نہیں ہوتا۔ پس ایسی صورت میں اگر زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم دو رکعت پڑھ لیا کریں اور یہ صلوٰۃ تہجد کا کمتر درجہ ہے۔

قال فی رد المحتار: "وأقل التهجد ركعتان وأوسطه أربع وأكثره ثمان".(۴) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۰۱-۳۰۲)

حیض کی ایک مخصوص صورت کی بنا پر نمازوں کی قضا کا مسئلہ:

سوال: ایک عورت کو حیض کا خون ڈھائی دن مسلسل آتا ہے، اس کے بعد معمولی سا آنے لگتا ہے، تین دن کے بعد بالکل بند ہو جاتا ہے، پھر چوتھے دن بالکل خون نظر نہیں آتا، پانچویں دن دوپہر کو تھوڑا سا آکر بند ہو جاتا ہے۔ عورت نماز روزہ کس طرح ادا کرے؟

---

(۱) "وجميع أوقات العمر وقت للقضاء إلاّ الثلثة المنهية".(الدر المختار)
"وهي الطلوع والاستواء والغروب".(الدر المختار مع رد المحتار،باب قضاء الفوائت: ۱/۶۸۰،ظفير)

(۲) مشکوٰۃ میں مسند احمد سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے:
"أفضل الصلاة بعد المفروضة صلاة في جوف الليل".(رواه أحمد) (عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل الصلاة بعد المفروضة صلاة في جوف الليل.(مشكوة،كتاب الصلاة،باب التحريض في قيام الليل،ص: ۱۱۰،قديمي) اور ان مذکورہ الفاظ کے ساتھ کے لیے دیکھئے: رد المحتار،باب الوتر والنوافل: ۲/۶۶۰،ظفير)

(۳) رد المحتار،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مطلب في صلاة الليل: ۲/۶۴۱،ظفير

(۴) رد المحتار،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مطلب في صلاة الليل: ۱/۲۵،دار الفكر بيروت،انيس

الجواب

صورت مسئولہ میں یہ پانچوں دن حیض شمار ہوں گے، ان کی نمازیں معاف ہیں اور روزوں کی قضا فرض ہے اور اگر اس کی ہمیشہ عادت ایسی ہی ہے، تب تو وقت موقوف میں اسے نہ نماز پڑھنی چاہیے، نہ روزہ رکھنا چاہیے اور اگر ہمیشہ عادت ایسی نہیں، پہلی بار ایسا ہوا ہے تو چوں کہ اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ پاکی کے بعد پھر خون آئے گا؛ اس لیے اگر وہ غسل کر کے روزہ رکھے گی تو گناہ نہ ہوگا، البتہ یہ روزے معتبر نہ ہوں گے، ان کی قضا لازم ہوگی۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۶/۱۰/۱۳۹۷ھ۔ (فتویٰ نمبر: ۶۱ /۱۰۶۱/۲۸، ج) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۵۲۱)

بس میں سفر کی وجہ سے مجبوراً قضا شدہ نمازوں کا کیا کریں:

سوال: مسئلہ بس میں نماز کی ادائیگی کا ہے، اکثر چکوال سے لاہور بذریعہ بس سفر کا اتفاق ہوتا ہے، یہ سفر تقریبا سات گھنٹے کا ہے؛ اس لیے دو تین نمازوں کے اوقات اس میں گزرتے ہیں، نماز کے لیے بس روکنے کا اہتمام بھی نہیں ہوتا اور کہیں تھوڑی دیر کے لیے بس رکے بھی تو اسٹاپ پر کوئی ایسی جگہ نہیں ہوتی کہ نماز پڑھی جا سکے۔ مرد حضرات تو کہیں بھی مصلی بچھا کر نماز ادا کر سکتے ہیں؛ لیکن خاتون ہونے کی حیثیت سے میرے لیے یہ ممکن نہیں اور بس میں بھی ظاہر ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کے لیے بھی جگہ نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں مجھے نماز قضا ہونے پر بہت پریشانی ہوتی ہے، اگرچہ سفر ختم ہونے پر قضا نمازیں ادا کر لیتی ہوں، براہ کرم اطمینان قلب کے لیے اس مسئلے کا حل تجویز فرمائیں؟

الجواب

سفر میں نماز کی صورت تو یہی ہو سکتی ہے کہ بس والوں سے پہلے طے کر لیا جائے کہ وہ اہتمام سے نمازیں پڑھا دیں، اگر ان لوگوں کو مجبور کیا جائے تو اکثر وہ مان بھی جاتے ہیں۔ بہر حال ان پر زور دیا جائے، اب اگر وہ نمازیں پڑھا دیں تو ٹھیک، ورنہ قضا کئے بغیر چارہ نہیں۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۶۴۹-۶۵۰)

کیا سفر کی مجبوری کی وجہ سے روزانہ نماز قضا کی جا سکتی ہے:

سوال: میں اسٹیل مل (جو کہ پپری میں واقع ہے) میں ملازمت کرتا ہوں، مجھے اسٹیل مل لے جانے اور واپس گھر پہنچانے کے لیے مل کی طرف سے گاڑی کا انتظام موجود ہے، اسٹیل مل کے کام کے اوقات کچھ اس طرح سے ہیں کہ چھٹی کے بعد اگر میں گاڑی کے ذریعہ سیدھا گھر آتا ہوں تو کبھی عصر کی، کبھی مغرب کی اور کبھی عصر اور مغرب دونوں کی نمازوں کا وقت نکل جاتا ہے، مجبوراً مجھے راستے میں اتر کر نماز پڑھنی پڑتی ہے، کیا میرے لیے شرعاً جائز ہے کہ میں ان نمازوں کی قضا روزانہ عشا کی نماز کے ساتھ پڑھ لیا کروں؟

(۱) ﴿إن الصلوة كانت على المؤمنين كتبا موقوتاً﴾ (سورة النساء: ۱۰۳)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

نماز کا قضا کرنا جائز نہیں،(۱) آپ حضرات کو انتظامیہ سے درخواست کرنی چاہیے کہ آپ کے سفر میں نماز کا انتظام ہو؛ کیوں کہ یہ مسئلہ تمام ملازمین کا ہے، ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ آپ مثل اول ختم ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھ کر بس پر سوار ہوا کریں اور مغرب کی نماز آخری وقت میں گھر آکر پڑھ لیا کریں، مغرب کا وقت عشا کا وقت داخل ہونے تک رہتا ہے، عشا کا وقت داخل ہونے سے پہلے مغرب پڑھ لی جائے تو قضا نہیں ہوگی۔ (۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶۲۵/۳)

شکار کی وجہ سے نماز قضا کرنا:

سوال: شکار میں اکثر نماز قضا کرنا اور تنگ وقت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

حرام ہے۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۲/۶۱/۱۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۲/۶۱/۱۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۸۷/۷)

---

(۱) والتأخير بلاعذر كبيرة لاتزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج فالقضاء مزيل لإثم الترك لالإثم التأخير. (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، باب قضاء الفوائت، ص: ٤٤٠، دارالكتب العلمية بيروت، انيس)

(۲) فعندهما إذا صارظل كل شئ مثله خرج وقت الظهرودخل وقت العصروهورواية محمد عن أبى حنيفة، وإن لم يذكره فى الكتاب نصا فى خروج وقت الظهر. (المبسوط، باب مواقيت الصلاة: ٢٩٠/١، طبع: المكتبة الغفارية كوئٹه)

...وقول الطحاوى وبقولهما نأخذ يدل على أنه المذهب. (حاشية الطحطاوى على المراقى، كتاب الصلاة، بحث أوقات الصلوٰة، ص: ١٧٦، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(و) أول وقت (المغرب منه) أى من غروب الشمس (إلىٰ) قبيل غروب الشفق (الأحمرعلى المفتى به) وهو رواية عن الإمام وعليها الفتوىٰ. (مراقى الفلاح علىٰ هامش الطحطاوى، كتاب الصلاة فى بحث أوقات الصلاة، ص: ١٧٧، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(ولايجمع بين فرضين فى وقت) ... (بعذر) كسفرومطروحمل المروى فى الجمع على تأخير الأولىٰ إلى قبيل آخروقتها وعند فراغة دخل وقت الثانية فصلاها فيه، الخ. (مراقى الفلاح علىٰ هامش الطحطاوى، كتاب الصلاة، فى بحث أوقات الصلاة، ص: ١٧٩، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۳) قال القاسم بن محمد: كل ماألهى عن ذكر الله، وعن الصلاة، فهو من الميسر". (تفسير ابن كثير: ٩١/٢، مكتبة سهيل اكادمى لاهور/ وكذا في فتح القدير، مسائل متفرقة: ٦٥/١٠، بيروت)

عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم، وقال مرة سفيان: ولا أعلمه إلاعن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "من سكن البادية جفا، ومن اتبع الصيد غفل، ومن أتى السلطان افتتن". (سنن أبى داؤد، كتاب الضحايا، باب فى اتباع الصيد: ٣٩/٢، سعيد)

تھکاوٹ، یا نیند کے غلبے کی وجہ سے نماز قضا کرنا:

سوال: کوئی شخص تھکاوٹ، یا نیند کے غلبے سے نماز قضا کر کے پڑھتا ہے، کیا یہ دونوں چیزیں عذر میں شامل ہوں گی، یا بندہ گناہگار رہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر کبھی اتفاقاً آنکھ لگ گئی، سو یارہ گیا اور آنکھ نہیں کھلی، تب تو گنہگار نہیں اور اگر سستی اور تساہل کی وجہ سے نماز قضا کر دیتا ہے، یا نماز کے وقت سوتے رہنے کا معمول بنالیتا ہے تو گناہگار رہے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۲۶/۳)

مہمانوں کے احترام میں نماز قضا کرنا:

سوال: میں ایک استاد ہوں، الحمدللہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں، یوں تو ہمارے کالج میں کچھ اساتذہ ایسے بھی ہیں، جو پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور بعض سرے سے پڑھتے ہی نہیں؛ لیکن جو پابندی سے باجماعت نماز پڑھتے ہیں، ان میں سے ایک پروفیسر کے پاس چند طالبات تشریف لائیں تو وہ ان کے احترام میں اس قدر محو رہے کہ مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا، ہم نماز کے لیے اٹھنے لگے تو ہم نے اپنے ساتھی سے کہا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے، چلئے نماز پڑھ آئیں تو انہوں نے فرمایا کہ مہمانوں کے احترام میں نماز قضا کی جاسکتی ہے اور واقعی ہمارے اس ساتھی نے طالبات کے احترام میں نماز قضا کردی، جب کہ ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے آج تک باجماعت نماز قضا نہیں کی، کیا مہمانوں کے احترام میں نماز قضا کرنا صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

نماز کو عین میدان جنگ میں بھی جب دونوں افواج بالمقابل کھڑی ہوں، قضا کرنا صحیح نہیں، ورنہ "نماز خوف" کا حکم نازل نہ ہوتا، مہمانوں کے احترام میں نماز قضا کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۲۵/۳-۶۲۶)

(۱) والتأخير بلاعذر كبيرة. (حاشية الطحطاوی علی المراقی، باب قضاء الفوائت: ٤٤٠، دار الكتب العلمية، انيس)
من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها. (بدائع الصنائع: ١٣١/١، وكذا فی الفتح: ٣٤٧/١)

(۲) لاخلاف أن صلاة الخوف كانت مشروعة فی زمن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم أما بعده فعلٰی قول أبی حنيفة ومحمد رحمهما اللّٰه تعالٰی بقيت مشروعة هو الصحيح، هٰكذا فی الزاد، الخ. (الفتاویٰ الهندية: ١٥٤/١، الباب العشرون في صلاة الخوف، كتاب الصلاة)

تفصیل کے لیے دیکھئے: ابوداؤد (عن أبی عياش الزرقی قال: كنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم بعسفان وعلی المشركين خالد بن الوليد فصلينا الظهر فقال المشركون لقد أصبنا غرةً لقد أصبنا غفلةً لو كنا حملنا عليهم وهم فی الصلاة فنزلت آية القصر بين الظهر والعصر، فلما حضرت العصر قام رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ==

گیس کی بیماری کی وجہ سے نماز چھوڑنے والا کس طرح نماز قضا کرے:

سوال: ایک شخص اپنی زندگی میں نماز شروع کرنے کے بعد دانستہ طور پر، یا مجبورا مثلا گیس وغیرہ خارج ہونے کی وجہ سے بہت سی نمازیں قضا کر لیتا ہے، بعض نمازیں جن کا اسے حساب نہیں؛ یعنی بالکل ترک نہیں کرتا، دن میں دو تین نمازیں پڑھ لیتا ہے، اسے کس طرح قضا نماز پڑھنی چاہیے؟

الجواب

یہ تو وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ اس کی کتنی نمازیں رہ گئی ہوں گی؟ ان کا حساب کر کے قضا کرنا شروع کر دے اور جب اتنی نمازیں پوری ہو جائیں تو قضا پڑھنا بند کر دے اور ہر نماز کی قضا کرتے وقت یہ نیت کر لیا کرے کہ اس وقت کی (مثلا: فجر کی) جتنی نمازیں میرے ذمے ہیں، ان میں سے سب سے پہلی نماز ادا کرتا ہوں۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۲۰/۳)

ناپاک پانی سے ادا کی گئی نمازوں کی قضا:

سوال: کنوئیں میں سے کوئی جانور پھولا پھٹا نکلے تو سارا پانی نکالا جاوے اور تین دن تین رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے تو ان نمازوں کا اعادہ کرتے وقت نیت کس طرح کی جاوے، آیا قضا کے لفظ کے ساتھ، یا خود اعادہ کا لفظ نیت کرنے میں کہے؟　　(المستفتی: مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور)

الجواب

تین دن کی نمازوں کے اعادہ کا حکم مفتیٰ بہ نہیں ہے، جس وقت مردہ جانور نکلے اسی وقت سے کنواں ناپاک قرار دیا

== مستقبل القبلة والمشركون أمامه فصف خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم صفٌ وصف بعد ذلك الصف صف آخر فركع رسول الله صلى الله عليه وسلم وركعوا جميعاً ثم سجد وسجد الصف الثانى الذى يلزمه وقام الآخرون يحرسونهم فلما صلى هؤلاء السجدتين وقاموا سجد الآخرون الذين كانوا خلفهم ثم تأخر الصف الذى يليه الٰى مقام الآخرين وتقدم الصف الأخير الٰى مقام الصف الأول ثم ركع رسول الله صلى الله عليه وسلم وركعوا جميعاً ثم سجد وسجد الصف الذى يليه وقام الآخرون يحرسونهم فلما جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم والصف الذى يليه سجد الآخرون ثم جلسوا فسلم عليهم جميعاً فصلاها بعسفان وصلاها يوم بنى سُليم.(سنن أبى داؤد، كتاب الصلاة،باب صلاة الخوف: ۱۸۱/۱ ،مكتبة حقانية ملتان،انيس)

(۱) إذا كثرت الفوائت نوىٰ أول ظهرعليه أو آخره...الخ.(رد المحتار: ۷٦/۲)

وإذا كثرت الفوائت يحتاج لتعيين كل صلاة)يقضيها ... (فإذا أراد تسهيل الأمرعليه نوى أول ظهر عليه. (مراقى الفلاح علىٰ هامش الطحطاوى،باب قضاء الفوائت،ص: ٤٤٦،دار الكتب العمية بيروت،انيس)

من لا يدرى كمية الفوائت يعمل بأكبررأيه فإن لم يكن له رأى يقض حتىٰ يتيقن أنه لم يبق عليه شئ.(حاشية طحطاوى على المراقى،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،ص: ٤٤٧،دار الكتب العلمية بيروت،انيس)

جائے گا،(۱) اور اعادہ کی نیت میں لفظ اعادہ کہنا لازم نہیں ہے، قضا کی نیت کافی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی جلد:۳۸۶/۳)

قصر پڑھتا رہا، مگر معلوم ہوا کہ وہ مسافر نہ تھا تو کیا کرے:

سوال: کسی شخص نے عرصہ دو، یا تین ماہ کا ہوا، اس خیال سے کہ وہ مسافر ہے، نماز قصر پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ وہ دراصل مسافر نہ تھا تو کیا اب اسے ان نمازوں کی قضا کرنی ضروری ہے، اگر ہے تو کس طریقہ سے؟

الجواب

اُن نمازوں کو قضا کرنا ضروری ہے اور طریقہ قضا کا معروف ہے، مثلاً: جتنے دنوں کی نماز قصر پڑھی، ان کو شمار کرکے وہ سب نمازیں مع وتر کے قضا کریں،(۲) اور سنتوں کی قضا نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳۳۳/۴)

کون سی نمازیں قضا کرنی ہوں گی:

سوال: جس شخص نے کئی سال نمازیں نہ پڑھی ہوں، وہ کون کون سی نمازیں قضا کرے گا؟

الجواب

قضا صرف فرائض و وتر کی ہوگی، سنن مؤکدہ بعد از خروج وقت نوافل ہو جاتی ہیں، جن کی قضا نہیں،(۳) إلاّ أن یشاء الإنسان بنفسه.

(مکتوبات:۲۹۱/۱) (فتاوی شیخ الاسلام، ص:۵۰)

---

(۱) ویحکم بنجاستها) مغلظة (من وقت الوقوع ان علم، والا فمذ یوم ولیلة ان لم ینتفخ ولم یتفسخ) وهٰذا (فی حق الوضوء) ... (مذ ثلاثة أیام) بلیالیها (ان انتفخ و نفسخ) استحسانا. وقالا: من وقت العلم فلا یلزمهم شیءٌ قبله، قیل: وبه یفتٰی. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، کتاب الطهارة، فصل فی البئر: ۲۱۹/۱، ط: سعید)

(۲) صرف ان رباعی نمازوں کی قضا واجب ہے، جو قصر پڑھی گئی ہیں، فجر مغرب اور وتر کی قضا واجب نہیں ہے۔

ضمیمہ: اس سوال کے جواب میں وتر کی قضا کا جو حکم دیا گیا ہے، اس میں تسامح ہے۔

عالمگیری میں ہے:" ولا یقدم الوتر علی العشاء لوجوب الترتیب، لا لأن الوقت لم یدخل حتی لو صلی الوتر قبل العشاء ناسیاً أو صلاهما فظهر فساد العشاء دون الوتر فإنه یصح الوتر، ویعید العشاء وحدها عند أبی حنیفة لأن الترتیب یسقط بمثل هذا العذر. (الفتاویٰ الهندیة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الأول فی أوقات الصلاة: ۵۱/۱)

اس عبارت سے یہ بات واضح ہے کہ جب قصر پڑھنے کی وجہ سے عشا کا فساد بعد میں ظاہر ہوا تو صرف عشا کی قضا واجب ہوگی، وتر کی قضا واجب نہیں ہے۔ واللہ اعلم (ضمیمہ، ص:۱۰) (امین)

(۳) أما بیان أن السنة اذا فاتت عن وقتها بل تقضی ام لا فنقول وباللّٰه التوفیق لا خلاف بین أصحابنا فی سائر السنن سوی رکعتی الفجر أنها اذا فاتت عن وقتها لا تقضی سواء فاتت وحدها أو مع الفریضة. (بدائع الصنائع، فصل وأما بیان أن السنة اذا فاتت عن وقتها هل تقضی أم لا؟: ۲۸۷/۱، دار الکتب العلمیة بیروت)

مثانے کے آپریشن کی وجہ سے نمازیں قضا کردیں تو کیا صرف فرض اور وتر پڑھیں:

سوال: میرے مثانے کا آپریشن ہوا ہے، اسپتال میں تمام دن پیشاب آتا رہتا ہے، نماز نہیں پڑھ سکتا، گھر آ کر قضا نمازیں پوری آٹھ یوم کی پڑھی تھیں، کسی نے کہا: صرف فرض اور وتروں کی قضا ہے، کیا مجھے فرض اور وتروں کی بھی قضا ادا کرنی چاہیے، یا مکمل نمازیں پڑھنی ہوں گی؟

الجواب

صرف فرض اور وتر کی قضا ہے،(۱) چاہیے یہ تھا کہ آپ اسی حالت میں نماز پڑھتے رہتے؛ کیوں کہ آپ معذور تھے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۴۵/۳)

وتر اور فجر کی سنت کی قضا:

سوال: اگر فجر اور عشا کی نماز قضا ہو جائے تو کیا فجر کی سنتیں اور عشا کی وتر کی بھی قضا کی جائے گی؟
(مقصود یمانی، اکبر باغ)

الجواب

(الف) وتر کی نماز تو واجب ہے؛ اس لیے جس طرح فرض کی قضا واجب ہے، وتر کی قضا بھی واجب ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ چاہے وتر سہواً چھوٹ گئی ہو، یا قصداً اور قریبی زمانہ میں چھوٹی ہو، یا زیادہ عرصہ گذر چکا ہو، بہر صورت قضا واجب ہوگی۔

”یجب القضاء بترکه ناسیًا أو عامدًا، وإن طالت المدة“. (۲)

(ب) سنت اور نفل کی یوں تو قضا نہیں، قضا تو فرائض و واجبات کی ہے، چناں چہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

”أن الأداء یشمل الواجب والمندوب والقضاء یختص بالواجب“. (۳)

لیکن فجر سے پہلے کی دوگانہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے؛ اس لیے بہتر ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد یہ دو رکعتیں ادا کر لے، چناں چہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) وقد قالوا: إنما تقضی الصلوات الخمس والوتر، الخ. (البحر الرائق، کتاب الصلاة: ۸۶/۲، باب قضاء الفوائت)
(۲) الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الثامن فی صلوٰة الوتر: ۱۱۱/۱
(۳) رد المحتار، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۶۳/۲، دار الفکر بیروت

''جس نے فجر کی دو رکعت (سنت) ادا نہیں کی، اسے چاہیے کہ طلوع آفتاب کے بعد ان رکعتوں کو پڑھ لے''۔(۱)
مشہور محقق اور حنفی عالم مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے بھی لکھا ہے کہ ان رکعتوں کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لینا چاہیے؛(۲) اس لیے سنت فجر کی قضا کر لینا بہتر ہے۔ (کتاب الفتاویٰ:۴۲۴/۲-۴۲۵)☆

گر فرض دوبارہ پڑھے جائیں تو بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں:

سوال: اگر امام سے جماعت کے دوران غلطی ہو جائے، اس غلطی کا احساس اس وقت ہو، جب فرض نماز کے بعد کی سنتیں اور نفلیں بھی پڑھی جا چکی ہیں تو دوبارہ فرض پڑھانے کے، بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھنا پڑیں گے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

بعد کی سنتیں فرض کے تابع ہیں، اگر سنتیں پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض نماز صحیح نہیں ہوئی تو فرض کے ساتھ سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں،(۳) البتہ وتر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔(۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۶۲۶/۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس. (سنن الترمذی، باب ما جاء في إعادتهما بعد طلوع الشمس: ۹٦/۱، قديمي، رقم الحديث: ٤٢٣)
(۲) معارف السنن:۱۰۰/۴-۹۹
☆ **فرض کے ساتھ سنتوں کی قضا:**
سوال: نماز اگر قضا ہو جائے تو کیا فرض وواجب کی طرح سنتوں کی بھی قضا کی جائے؟
الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ
قضا صرف فرائض اور وتر کی ہوگی، سنن موکدہ بعد از خروج وقت نوافل ہو جاتی ہیں، جس کی قضا نہیں؛ إلاّ أن يشاء الإنسان بنفسه۔ (نوٹ: تفصیل مسئلہ یہ ہے کہ اگر سنن مؤکدہ تنہا رہ گئی ہیں تو ان کی قضا نہیں ہے اور اگر مع فرائض ترک ہوئی ہیں تو صرف سنت فجر کی زوال سے پہلے فرائض کے ساتھ قضا کی جائے، بقیہ کسی صورت میں قضا نہیں ہے۔
لا خلاف في سائر السنن غير سنة الفجر أنها لا تقضى بعد الوقت ان فاتت وحدها واختلف فيما اذا فات مع الفرض فالأصح أنها لا تقضى أيضاً، الخ. (الحلبي الكبيرى، فصل في النوافل، ص: ۳۹۸، انيس)
وفي الدر المختار: ولا يقضيها (اى سنة الفجر) الاّ بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال، جميل الرحمٰن) (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب إدراك الفريضة: ٥٧/٢، دار الفكر بيروت، انيس) (فتاویٰ شیخ الاسلام، ص:۵۰)
(۳) فلا تجوز قبل العشاء؛ لأنها تبع للعشاء فلا تجوز قبلها كسنة العشاء، الخ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل وأما قدرها فعشرون ركعة: ٢٨٨/١)
(۴) من صلى العشاء على غير وضوء وهو لا يعلم ثم توضأ فأوتر ثم تذكر أعاد صلوٰة العشاء بالإتفاق ولا يعيد الوتر، الخ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة: ٢٧٢/١، فصل وأما بيان وقته، طبع ايچ ايم سعيد)

کن سنتوں کی قضا کی جاتی ہے:

سوال: میرے بڑے بھائی ظہر ومغرب وغیرہ کی سنتوں کی قضا پڑھتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ آیا سنتوں کی قضا ہوتی ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں تو وہ کون سی نماز کی سنتیں ہیں، جس کی بڑی اہمیت آئی ہے، حدیث وغیرہ میں؟

الجواب

قضا صرف فرضوں اور وتروں کی ہوتی ہے، (۱) سنتوں کی قضا نہیں ہوتی، (۲) البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہوجائے اور اس کو دوپہر سے پہلے پہلے پڑھ لے تو فرض کے ساتھ سنت کی بھی قضا کی جائے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶۴۶/۳)

اگر صرف عشا کے قضا شدہ فرض ادا کئے تو وتروں کا کیا کریں:

سوال: کچھ عرصہ پہلے میں نے آپ کے صفحے میں پڑھا تھا کہ قضا صرف فرض کی کی جاتی ہے تو اسی لیے میں نے عشا کی نماز میں بھی صرف فرض کی قضا پڑھی؛ لیکن کچھ روز پہلے آپ نے لکھا کہ وتر کی قضا بھی کی جاتی ہے تو اب تک میں نے جو عشا کی نمازیں قضا کی ہیں، ان کو دہراؤں، یا صرف وتر کی قضا ادا کروں؟

الجواب

وتر کی قضا بھی ضروری ہے، جن نمازوں کے وتر آپ نے نہیں پڑھے، ان کے وتروں کو پڑھ لیجئے، پوری نماز کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ (۳) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶۴۸/۳-۶۴۹)

وتر اور نفل تہجد کے وقت کے لیے چھوڑ دیئے اور پھر نہ پڑھے تو:

سوال: اگر عشا کے تین وتر نماز تہجد کے لیے رکھے جائیں اور آنکھ کھلنے کے باوجود نیند کی وجہ سے نہ پڑھے تو پھر کیا بعد میں تین وتر ہی قضا کئے جائیں، یا پوری نماز؟

الجواب

تین وتر واجب ہے اور اگر کچھ نفل بھی ساتھ پڑھ لے تو اچھا ہے۔ (۴) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶۴۶/۳)

---

(۱) وقد قالوا إنما تقضى الصلوات الخمس والوتر. (البحر الرائق، باب قضاء الفوائت: ۱۴۱/۱، دار الكتب العلمية، انيس)

(۲) والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها إلا ركعتى الفجر إذا فاتتا مع الفرض يقضيهما بعد طلوع الشمس إلىٰ وقت الزوال ثم يسقط (الفتاویٰ الهندية: ۱۱۲/۱، كتاب الصلاة، الباب التاسع فى النوافل)

(۳) أن الوتر واجب عند أبى حنيفة ... لما كان واجباً عند أبى حنيفة أصلا بنفسه فى حق الوقت لاتبعا للعشاء، الخ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل وأما بيان وقته: ۲۷۲/۱، دار الكتب العلمية بيروت)

والقضاء فرض فى الفرض وواجب فى الواجب وسنة فى السنة. (الفتاویٰ الهندية، الباب الحادى عشر: ۱۲۱/۱)

(۴) وقد قالوا إنما تقضى الصلوات الخمس و الوتر. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۸۶/۲)

کیا وتر واجب کی قضا کے لیے سجدۂ سہو کافی ہے:

سوال: وتر واجب کی قضا کی صورت میں صرف سجدۂ سہو کرنا ہوگا، یا تین رکعتیں پوری ادا کرنی ہوں گی؟

الجواب ــــــــــــــــ

پوری تین رکعتیں قضا کی جائیں گی۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۴۸/۳)

عیدین، وتر اور جمعہ کی قضا:

سوال: عشا کی وتریں اگر رہ جائیں، یا قضا ہو جائیں تو بعد میں قضا پڑھی جاسکتی ہیں، یا نہیں؟ اگر قضا نہیں پڑھی جاسکتی ہیں تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ اگر جمعہ کی نماز نکل جائے تو اس کی بھی قضا ادا کی جاسکتی ہے، یا نہیں؟ میری کوئی تین چار مرتبہ جمعہ کی نماز نکل گئی تو میں نے بعد میں ان کی قضا پڑھی اور عید کی نماز بھی قضا ادا کی جاسکتی ہے کہ نہیں؟ ویسے عید کی نماز تو کبھی نہیں نکلی؛ لیکن شاید بہت سے لوگ نہیں پڑھتے ہیں تو وہ لوگ عیدین کی نمازیں قضا پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

وتر رہ جائیں تو اس کی قضا ہے۔(۲) جمعہ کی قضا نہیں؛(۳) اس لیے اگر جمعہ کی نماز نہ ملے تو اس کی جگہ ظہر کی نماز پڑھی جائے،(۴) اور عیدین کی نماز کی قضا نہیں، نہ اس کا کوئی بدل ہے۔(۵) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۴۵/۳)

---

(۱) وعن الحسن البصری أنه قال: أجمع المسلمون علی أن الوتر حق واجب و کذا حکی الطحطاوی فیه اجماع السلف ومثلهما لا یکذب ولأنه إذا فات عن وقته یقضی عندهما ...وذا من أمارات الوجوب والفرضیة ولأنها مقدرة بالثلاث(بدائع الصنائع،فصل وأما الصلاة الواجبة فنوعان: صلاة الوتر وصلاة العیدین: ۲۷۱/۱)

(۲) الوتر واجب عند أبی حنیفة ... ولما کان واجبا عند أبی حنیفة کان أصلاً بنفسه فی حق الوقت لا تبعا للعشاء، الخ.(بدائع الصنائع،کتاب الصلاة: ۲۷۲/۱،فصل فی بیان وقته)

(۳) وقضاء الجمعة فی غیر وقتها لایجوز.(البحر الرائق،کتاب الصلاة،باب صلاة الجمعة: ۲۵۶/۲،دار الکتب العلمیة بیروت،انیس)

(۴) (وحرم لمن لا عذر له صلاة الظهر قبلها) أما بعدها فلا یکره.(الدر المختار)

وفی ردالمحتار: قوله فلا یکره بل هو فرض علیه لفوات الجمعة.(الدرالمختار مع رد المحتار،کتاب الصلاة، باب الجمعة: ۱۵۵/۲)

(۵) وأما بیان وقت أدائها ... فإن ترکها فی الیوم الأول فی عید الفطر بغیر عذر حتٰی زالت الشمس سقطت أصلاً سواء ترکها لعذر أولغیر عذر وأما فی عید الأضحی فإن ترکها فی الیوم الأول لعذر أولغیر عذر صلیٰ فی الیوم الثانی فإن لم یفعل ففی الیوم الثالث،الخ.(بدائع الصنائع : ۲۷۶/۱،فصل فی بیان وقت أدائها)

فوائت ادا کرنا ضروری ہیں؛ مگر نوافل چھوڑنے کی ضرورت نہیں:

سوال: اگر کسی شخص کی دس سال کی نماز چھوٹ گئی، اب اس نے توبہ کرلی ہے اور پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے اور فرائض وسنن کے علاوہ وتر، تہجد بھی ادا کرتا ہے، کیا اسی طرح سنن اور وتر وتہجد پڑھتا رہے، یا ان کو چھوڑ کر اس وقت کی گزشتہ دس سال کی فوت شدہ نمازوں کے پڑھنے میں صرف کرنا چاہیے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

جو کچھ کرتا ہے، یہ بھی کرتا رہے اور فارغ وقت میں فوائت کی قضا کرے، مثلاً: روزانہ چند نمازوں کی قضا کا اہتمام کرے اور اگر وقت نہ ہو تو پھر سنن اور تہجد سے مقدم فوائت کا قضا کرنا ہے۔ اس وقت کو بھی اس میں صرف کرے؛(۱) لیکن وتر کو ترک نہ کرے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳۹/۴)

قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی کے لیے سنن مؤکدہ نہ چھوڑے:

سوال: ایک شخص کی اکثر نمازیں قضا ہوگئیں، اب اگر وہ ادا کرنا چاہے تو سنتوں میں فرض فوت شدہ کی نیت کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

فوت شدہ نمازوں کو علاحدہ بہ نیت قضا ادا کرے، سنن مؤکدہ میں نیت نہ کرے،(۲) البتہ اگر نوافل کو چھوڑ کر فوت شدہ نمازوں کو قضا کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۱/۴)

فوائت کثیرہ کی ادائیگی کے لیے تراویح چھوڑنا درست نہیں:

سوال: فی زمانہ بسوئ انحطاط ایسے لوگوں کی تعداد بکثرت ملتی ہے، جن کے ذمہ نماز ہائے فریضہ فائتہ کی تعداد

---

(۱) أی کل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فیه یلزمه قضاء ها،سواء ترک عمدًا أو سهوًا أو بسبب نوم وسواء کانت الفوائت کثیرة أو قلیلة.(الفتاویٰ الهندیة،کتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت: ۱۲۱/۱،ظفیر)

(۲) وسن مؤکدًا أربع قبل الظهر،الخ.(الدرالمختار)

وفی الرد:(مؤکدًا)أی استنانا مؤکدًا بمعنی أنه طلب طلباً مؤکدًا زیادة علیٰ بقیة النوافل و لهذا کانت السنة المؤکدة قریبة من الواجب فی لحوق الإثم،کما فی البحر،و یستوجب تارکها التضلیل واللؤم.(الدر المختارمع رد المحتار، کتاب الصلاة،باب الوترو النوافل، مطلب فی السنن والنوافل: ۶۳۰/۱،ظفیر)

(۳) أما المستحب والمندوب، فینبغی أن لایکره ترکه أصلاً.(ردالمحتار،باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب فی بیان السنة والمستحب،الخ: ۶۱۱/۱،ظفیر)

بہت زیادہ واجب الادا ہے اوران کے ادا کی کوئی صورت نہیں ہوتی تو کیا بماہِ رمضان بجائے تراویح کے فائتہ نمازوں کو بمعہ جماعت پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

یہ صورت جائز نہیں ہے ۔تراویح کو جداگانہ اسی اہتمام ونظم سے بجماعت تراویح ادا کرنا چاہیے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بہت تعریف فرمائی ہے اورخود بھی عمل فرما کر اسوۂ حسنہ جاری فرما دیا۔ پس اس طریق وفعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وطریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسی کیفیت اوراسی نیت کے ساتھ جاری رکھنا چاہیے اور شریعت غراء میں اس قسم کے تغیرات کو خیال میں نہ لانا چاہیے کہ یہ نہایت قبیح امر ہے اورمصادم سنت ہے اوراحداث فی الدین ہے، جس کے بارے میں وعید ''**من أحدث فی أمرنا هٰذا مالیس منه فهورد** ''(۱) کافی ہے۔(**أعاذنا اللّٰه تعالٰی من مثل هذه الوساوس الشیطانیة والهواجس النفسانیة**) جس کے ذمہ قضا فرائض ہے، وہ خود اس کا ذمہ دار ہے اوراگراس کو خوف خدا تعالیٰ ہے اورشریعت غراء کا تابع ہے تو وہ خود فوائت کو وقتاً فوقتاً ادا کرے گا۔ باقی یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے فوائت کی رعایت کی وجہ سے تراویح جیسی سنت مؤکدہ اور شعار رمضان المبارک کو متغیر کردیا جاوے اور گویا ایک امر مشروع کو جس کو احادیث کثیرہ میں مستقل طور سے نہایت اہتمام سے بیان فرمایا گیا ہے اوراس کے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، متروک ومبدل کردیا جاوے۔ اس قسم کا خیال بھی اہل اسلام سے مستبعد معلوم ہوتا ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۳۲۷)

بہت دنوں کی نمازیں قضا ہیں، اگر سنت کی جگہ فرض کی قضا کرے تو یہ کیسا ہے:

سوال: ایک شخص کی بہت برسوں کی نمازیں قضا ہیں، اب اگر وہ بجائے سنن کے قضا نمازیں ادا کرے تو کیا حکم ہے، قضا نماز افضل ہے، یا سنن وقتیہ؟

---

(۱) عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: من أحدث فی أمرنا هٰذا ما لیس منه فهو رد.(صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علٰی صلح جور، الخ: ۱/۳۷۱، قدیمی/سنن أبی داؤد، باب فی لزوم السنة، رقم الحدیث:۴۶۰۸، انیس)

(۲) عن عبد الرحمٰن بن عوف قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إن اللّٰه تبارک وتعالٰی فرض صیام رمضان علیکم وسننت لکم قیامه فمن صامه وقامه ایمانا و احتسابا خرج من ذنوبه کیوم ولدته أمه. أخرجه النسائی بسند صحیح.(اعلاء السنن، باب التراویح:۷/۶۶-۶۷، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة، پاکستان، انیس)

(التراویح سنة) مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین (للرجال والنساء) جمیعاً.(الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح: ۱/۶۵۹، ظفیر)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

وقتیہ سنن مؤکدہ کو نہ چھوڑنا چاہیے اور فوائت کو اوقات فارغہ میں ادا کرنا چاہیے اور یہ ظاہر ہے کہ ادائے فوائت اہم ہے؛ لیکن اگر دونوں کام ہو سکیں کہ فوائت بھی پڑھے اور سنن مؤکدہ کو بھی نہ چھوڑے تو یہ بہتر ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۴/ ۳۴۴، ۳۴۵)

نوافل کے بجائے قضا پڑھنے کی اہمیت:

سوال: نوافل پڑھنا بہتر ہے، یا قضا نمازیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

فی ردالمحتار عن المضمرات: الاشتغال بقضاء الفوائت أولٰی وأهم من النوافل الا سنن المفروضة وصلاة الضحى وصلاة التسبيح والصلاة التی رويت فيها الأخبار، آه، أی كتحية المسجد والأربع قبل العصر والست بعد المغرب. (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ قضا نمازیں پڑھنا نفل سے بہتر ہیں بجز سنن مؤکدہ اور ان نوافل کے، جن کا ذکر اوپر کی عبارت میں ہے۔ فقط

۱۴/ محرم ۱۳۳۵ھ (امداد: ۱/ ۸۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۴۶۶)

نوافل و سنن مؤکدہ کی جگہ قضا نماز پڑھنا:

سوال: آپ نے مورخہ ۱۷/ فروری کے کالم میں ایک صاحب کے مسئلے کے جواب میں کہا تھا کہ نماز میں نوافل اور غیر مؤکدہ سنتیں اگر نہ پڑھی جائیں تو کوئی گناہ نہیں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا ان نوافل اور سنتوں کی بجائے اتنی ہی رکعتیں قضائے عمری کی نیت سے پڑھی جاسکتی ہیں، یا نہیں؟ مثلاً: نماز عصر میں چار رکعت غیر مؤکدہ سنتیں ہیں تو ۴/ رکعت سنتوں کی بجائے ۴/ رکعت نماز فرض قضائے عمری کی نیت سے پڑھی جاسکتی ہیں؟ اور ایسا کرنے سے کیا چار رکعت غیر مؤکدہ سنتوں کا ثواب بھی ملے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

غیر مؤکدہ سنتوں کی جگہ قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں، ثواب زیادہ ملے گا۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/ ۶۴۹)

---

(۱) رد المحتار، باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصية بالختمات والتهاليل: ۱/ ۷۴۱، دار الفكر بيروت، انيس

(۲) والاشتغال بالفوائت اولىٰ وأهم من النوافل، الخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة، قبيل الباب الثانی عشر فی سجود السهو: ۱/ ۱۲۵)

نوافل کے بجائے فرائض کی قضا:

سوال: بعد نماز ظہر دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد کیا ہم نفل چھوڑ کر فجر، یا کسی فرض کی قضا کر سکتے ہیں؟

(م،م، معظم، مشیر آباد)

الجواب

سنت مؤکدہ کے ادا کرنے کا تو اہتمام کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ رسول اللہ نے ان کو بہ اہتمام ادا فرمایا ہے، البتہ سنن مؤکدہ کے علاوہ جو غیر مؤکدہ سنن اور نوافل ہیں، ان کے مقابلہ فوت شدہ فرائض کو ادا کر لینا زیادہ بہتر ہے؛ کیوں کہ فرائض نوافل پر مقدم ہیں۔(۱) گو بعض فقہا نے چاشت کی نماز، صلوٰۃ التسبیح، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ الاوابین اور عصر سے پہلے چار رکعت کو بھی سنن مؤکدہ ہی کے حکم میں رکھا ہے؛(۲) لیکن ظاہر ہے کہ ان کی اہمیت بہ مقابلہ فرائض اور ان سے متعلق سنن راتبہ کے کم ہے۔(کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۲۰)

ظہر، مغرب، عشا کے نوافل کی جگہ قضا نمازیں پڑھنا:

سوال: میں اکثر یہ کرتا ہوں کہ ظہر، مغرب اور عشا کی نفل نماز کے بجائے پچھلی قضا نمازیں پڑھتا ہوں، کیا میرا یہ عمل درست ہے؟

الجواب

نوافل کے بجائے قضا نمازوں کی ادائیگی کا عمل درست اور بہتر ہے۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۶۴۷)

قضا نمازیں پنج وقتہ نمازوں سے قبل و بعد پڑھنا:

سوال: میری بہت سی نمازیں فرض اور وتر قضا ہو گئی ہیں (تعداد معلوم نہیں)، میں روزانہ پانچوں وقت کی نمازوں

---

(۱) الاشتغال بالفوائت أولٰی وأهم من النوافل إلاالسنن المعروفة.(الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، قبيل الباب الثاني عشر في سجود السهو: ۱/۱۲۵)

(۲) (ويستحب أربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسليمة) ... وهل تحسب المؤكدة من المستحب ويؤدى الكل بتسليمة واحدة؟اختار الكمال نعم.

وفي الرد: (قوله يستحب أربع قبل العصر)لم يعجل للعصر سنة راتبة.(الدرالمختارمع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲/۱۳/۱۴، دار الفكر بيروت، انيس)

(۳) وفي الحجة والإشتغال بالفوائت اولىٰ وأهم من النوافل إلا السنن المعروفة، الخ.(الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في قضاء الفوائت: ۱/۱۲۵، انيس)

سے قبل اور بعد میں بھی اپنی قضا نمازیں ادا کر رہا ہوں، مثلاً: عصر کی اذان کے بعد مسجد میں جا کر پہلے ۴ ررکعت نماز فرض عصر قضا پڑھتا ہوں، بعد میں امام کے ساتھ نماز عصر ادا کرتا ہوں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟ رہنمائی فرمائیے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

درست ہے؛ مگر لوگوں کو پتا نہیں چلنا چاہیے کہ قضا نمازیں پڑھ رہا ہے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۲۹/۳)

ظہر کی نماز کی سنتوں میں قضا نماز کی نیت کرنا:

سوال: آپ نماز کی عمر قضا کے بارے میں تحریر فرمادیں؛ کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ جب ہم ظہر کی چار سنتیں پڑھیں تو اس کے ساتھ ہی عمر قضا فرض کہہ کر نیت باندھ لیں، اس طرح سنتیں بھی ادا ہو جائیں گی اور عمر قضا بھی ادا ہو جائے گی، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

ظہر کی سنتوں میں قضا نماز کی نیت کر لینا صحیح نہیں، مؤکدہ سنتیں الگ ادا کرنا چاہئیں اور قضا نماز الگ پڑھنی چاہیے، البتہ غیر مؤکدہ سنتوں اور نفلوں کی جگہ قضا نماز پڑھنی چاہیے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۴۴/۳)

جاگنے کی راتوں میں نوافل کے بجائے قضا نمازیں پڑھنا:

سوال: کیا بہت سی قضا نمازیں جلد ادائیگی کے لحاظ سے جاگنے کی راتوں میں نفل کے بدلے پڑھی جاسکتی ہیں؟ اور کیا یہ قضا نمازیں بجائے نوافل کے جمعہ کے دروان خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں ادا کی جاسکتی ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

قضا نماز جس وقت بھی پڑھی جائے، ادا ہو جائے گی۔(۳) جس شخص کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اس کو نوافل کے بجائے قضا نمازیں پڑھنی چاہئیں، خواہ جاگنے والی راتوں میں پڑھے، یا مسجد نبوی میں یا حرم مکہ میں۔(۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۳۱/۳)

---

(۱) وفی الدر: وینبغی أن لایطلع غیرہ علیٰ قضاءہ؛ لأن التاخیر معصیة فلا یظهرها.

وفی الرد: (قوله وینبغی) تقدم فی باب الأذان أنه یکرہ قضاء الفائتة فی المسجد وعلله الشارح بما هنا من أن التأخیر معصیة فلایظهرها. (الدر المختار علیٰ هامش، باب قضاء الفوائت: ۷۷/۱، دار الفکر بیروت، انیس)

(۲) والاشتغال بالفوائت أولیٰ وأهم من النوافل إلا السنن المعروفة وصلاة الضحی وصلاة التسبیح والصلوات التی رویت فی الأخبار فیها سور معدودة وأذکار معهودة فتلک بنیة النفل وغیرها بنیة القضاء (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت: ۶۵/۱، انیس)

(۳) ثم لیس للقضاء وقت معین بل جمیع أوقات العمر وقت له، الخ. (الفتاویٰ الهندیة: ۱۲۱/۱)

(۴) وفی الحجة: والإشتغال بالفوائت أولیٰ وأهم من النوافل. (الهندیة: ۱۲۵/۱/ ردالمحتار: ۷۴/۲، باب قضاء الفوائت)

نوافل کی جگہ بھی قضائے عمری پڑھنی چاہیے:

سوال: ایک انسان خاصی عمر میں نماز شروع کرے اور اشراق وتہجد وغیرہ پڑھے تو کیا اس کو ثواب ملے گا، یا نہیں؟ جب کہ قضائے عمری بھی پڑھ رہا ہو۔

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

ایسا شخص نوافل کی جگہ بھی قضائے عمری ہی پڑھا کرے؛ کیوں کہ اگر موت آ گئی اور فرض نمازیں ذمہ رہیں تو پکڑ ہوگی، اگر نفلیں نہ پڑھیں تو ان پر پکڑ نہیں۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲۸/۶/۱۴۰۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۸۴/۷-۳۸۵)

☆ ☆ ☆

(۱) "الاشتغال بقضاء الفوائت اولیٰ وأهم من النوافل إلا سنن المفروضة". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۷۴/۲، سعید)

وقد قالوا: إنما تقضى الصلوات الخمس والوتر. (البحر الرائق، باب قضاء الفوائت: ۱۴۱/۱، دار الكتب العلمية، انيس)

قضا نماز ادا کرنے کا طریقہ

قضا نمازیں کیسے ادا کی جائیں؟

سوال: میرے بائیں ہاتھ کی ایک انگلی خود بخود پک گئی تھی اور زخم شدید ہو گیا تھا، قریب ایک ماہ علاج شفاخانہ میں کرایا گیا۔ شفاخانہ میں بعد لگانے مرہم کے ایک پارچہ کی پٹی دونوں وقت باندھی جاتی تھی، جس کو صبح وشام خاکروب شفاخانہ ایک گندہ پانی میں جو خاص اس کام کے واسطے مہیا تھا، سب مریضوں کی پٹیوں کو دھوکر اور صاف وستھرا کر کے کمپاؤنڈر کو دے دیا کرتا تھا۔ پس وہی پٹیاں دوسرے روز کام میں مریضوں کی لائی جاتی تھیں، چناں چہ میں انہی کی پٹی بندھی ہوئی سے نمازیں پڑھتا رہا۔ اس صورت میں اس پارچہ بندھی پٹی سے جو نمازیں پڑھی گئیں، صحیح ہوئیں، یا نہیں؟ اور فرض میرے ذمہ سے ساقط ہو گئے، یا نہیں؟ دوسرے بعض اوقات بوجہ غلبۂ تکلیف ان گنت نمازیں فوت ہو گئیں اور یہ یاد نہیں کہ کون سے وقت کی قضا ہوئی ہیں؟ پھر کس وقت کی مقرر کر کے نیت نماز کروں اور فرض قضا ادا کروں؟ فقط

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

آپ کی جس قدر نمازیں گئی ہیں، ان کو قضا کر لینا چاہیے اور جو نمازیں اس زمانہ میں اُس ناپاک کپڑے سے پڑھی گئی ہوں، اُن کی بھی قضا آوے گی۔ اول ظہر جو میرے ذمہ ہیں، یا آخر ظہر جو میرے ذمہ ہیں، یا اس طرح کی نیت کر لینی چاہئے۔ فقط والسلام (تالیفات رشیدیہ، ص: ۲۹۰)

قضا نمازوں کے پڑھنے کا طریقہ:

سوال: فدوی تابعدار حضور کی دس سال کی عمر سے اٹھارہ سال کی عمر تک بعض اوقات کی اکثر نمازیں فوت ہو گئی ہیں مگر یہ یاد نہیں کہ کون وقت کی پھر کیسے قضاء نمازوں کی نیت کی جاوے۔

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

قضا نمازوں کو اپنی رائے اور خیال سے متعین کر لینا چاہیے کہ میرے ذمہ اس قدر نمازیں مثلاً فجر کی ہیں اور اس قدر ظہر کی ہیں۔ اس کے بعد اول ہر ظہر، یا آخر ہر ظہر کی نیت سے ہمیشہ جس قدر ادا ہو سکیں، ادا کر لیا کریں۔ (تالیفات رشیدیہ ۲۹۱)

قضا نماز کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے:

سوال: فائتہ (قضا) نماز کو ہر نماز کیساتھ ادا کرنا ضروری ہے، یانہیں؟ اگر ہر نماز کے ساتھ ادا نہ کرے اور بے ترتیب ادا کرے تو جائز ہوگا، یانہیں؟

(المستفتی: ۹۴۴، محمد مقصود احمد خاں (تانبوے) ۲۹رصفر ۱۳۵۵ھ، ۲۱رمئی ۱۹۳۶ء)

الجواب

فائتہ (قضا ہوئی) نمازوں کو ہر نمازوں کو ہر نماز کے ساتھ ساتھ ادا کرنا لازم نہیں؛ مگر جس قدر جلدی ادا کر سکے کرلے، ایک وقت میں متعدد نمازیں قضا پڑھ سکتا ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳۸۲/۳)

قضا نمازوں کی ادائیگی کا صحیح طریقہ کیا ہے:

سوال: جو شخص قضاء عمری بالترتیب پڑھتا ہے، اسے مغرب اور وتر کی نماز کی قضا میں چار رکعتیں تین قعدوں کے ساتھ کس حالت میں پڑھنا چاہیے اور تین رکعتوں میں کیوں نہ ادا کرنا چاہیے؟

برہان الفتاویٰ میں ہے:

"یصلیها أربعاً بثلاث قعدات لکراهة تنفل ثلاث رکعات، فی القنیة: یصلی المغرب والوتر أربعاً بثلاث قعدات".

اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

الجواب

صحیح مذہب یہ ہے کہ جس کہ ذمہ نمازیں قضا ہیں، وہ ان کا اندازہ کر کے ان نمازوں کو قضا کرے اور مغرب کی تین رکعت حسب قاعدہ پڑھے اور وتر بھی تین رکعت قاعدہ کے موافق پڑھے اور یہ صورت جو برہان الفتاویٰ سے نقل کی گئی

---

(۱) عن عبد الله بن مسعود قال: قال عبد الله ان المشرکین شغلوا رسول الله صلی الله علیه وسلم عن أربع صلوات یوم الخندق حتیٰ ذهب من اللیل ما شاء الله فأمر بلالاً فأذن ثم أقام فصلی الظهر ثم أقام فصلی العصر، ثم أقام فصلی المغرب ثم أقام فصلی العشاء. (جامع الترمذی، باب ماجاء فی الرجل تفوته بأیتهن یبدأ: ۴۳/۱، قدیمی، انیس)

لأنه علیه السلام أخرها یوم الخندق ثم الأداء فعل الواجب فی وقته وما التحریمة.

وفی الرد: ذلک أن المشرکین شغلوا رسول الله صلی الله علیه وسلم عن أربع صلاة یوم الخندق حتیٰ ذهب من اللیل ما شاء الله فأمر بلالاً فأذن ثم أقام فصلی الظهر ثم أقام فصلی العصر ثم أقام فصلی المغرب ثم أقام فصلی العشاء الخ. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۶۲/۲، ط: سعید)

ہے، قواعد کے موافق صحیح نہیں ہے۔ باقی مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ تین قعدے اسی طرح کرے کہ دو رکعت کے بعد قعدہ کرے، پھر تیسری رکعت کے بعد بھی قعدہ کرے؛ تا کہ قعدۂ اخیرہ نہ رہ جاوے اور بوجہ شبہ نفل کے ایک رکعت چوتھی ملا کر قعدہ کرے، اس طرح تین قعدے ہو جاویں گے؛ مگر صحیح یہ ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے، جب کہ واقعی اس کے ذمہ مغرب کی نماز فائتہ اور وتر فائتہ باقی ہیں تو تین رکعت دو قعدے کے ساتھ پڑھے۔(۱)(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۳۳۵)

قضا نمازوں میں ''عصر'' اور ''کوثر'' کی تلاوت:

سوال: اگر کسی کو دو تین سال کی نمازیں قضاء کرنی پڑے تو کیا سورۂ عصر اور سورۂ کوثر کے ذریعہ نماز ادا کی جاسکتی ہے؛ کیوں کہ اتنی نمازوں کی قضا دشوار ہے؟ (س، ج، سنتوش نگر)

الجواب

قرآن مجید کی مقدار کے اعتبار سے قضا اور ادا کا حکم ایک ہی ہے؛ یعنی ادا میں قرآن کی جتنی مقدار کا پڑھنا مستحب ہے، قضا میں بھی اتنی مقدار کی تلاوت مستحب ہے؛ لیکن ظاہر ہے کہ اگر وقت پر نماز ادا کی جائے تو سورہ عصر اور سورۂ کوثر کے ذریعہ نماز ادا ہو جائے گی تو قضا نماز بھی اس طرح ادا ہو جائیں گی۔ قضا کی کثرت کی وجہ سے اگر اندیشہ ہو کہ طویل قرأت کرنے کی صورت میں قضا کا ادا کرنا دشوار ہوگا اور مختصر قرأت میں قضا کی تکمیل ہو جائے گی تو ان مختصر سورتوں کے ذریعہ قضا کر لینی چاہیے؛ کیوں کہ قضا واجب ہے اور قرأت کی مقدار کی رعایت مستحب اور کسی مستحب کا چھوڑ دینا واجب کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۲۲-۴۲۳)

قضا نماز کے لیے اذان وتکبیر ہے، یا نہیں:

سوال: زید قضا نمازوں کو مسجد میں آہستہ اذان وتکبیر کہہ کر اس نیت سے ادا کرتا ہے، مثلاً چار رکعت فرض ظہر پڑھتا ہوں، اس صورت میں اذان وتکبیر کہنے کا کیا حکم ہے اور وتر کے لیے اذان وتکبیر کہی جاوے، یا نہیں؟

(۱) جس عبارت کا سائل نے مطلب پوچھا ہے وہ توہم اور شبہ والی صورت کا حل ہے، مثلاً کسی کو مغرب اور وتر کے قضا یا فاسد ہونے کا یقین نہیں ہے؛ بلکہ محض شبہ ہے، ایسی حالت میں چاہیے تو یہی کہ وہ دوبارہ نہ پڑھے۔ ''ولا تعاد عند توهم الفساد للنهي'' اور نہ اس کی قضا کی ضرورت ہے؛ لیکن اگر کوئی شبہ کی بنیاد پر اس طرح قضا کرے کہ اگر قضا ہوئی ہے تو وہ ادا ہوگی، ورنہ وہ نفل ہو جائے گی تو اس صورت میں وتر اور مغرب کی ادائیگی کی شکل یہ ہوگی کہ چار رکعت تین قعدوں کے ساتھ پڑھے گا؛ کیوں کہ نفل تین رکعت نہیں ہے، دوسرا قعدہ اس لیے کیا کہ یہ مغرب ووتر کے لیے آخری قعدہ ہے اور چوتھی رکعت ملا لی اور تیسرا قعدہ اس وجہ سے کیا کہ اگر نفل میں شمار ہو تو درست ہو جائے۔

لا تعاد عند توهم الفساد للنهي وما نقل أن الإمام قضى صلاة عمره فإن صح نقول كان يصلي المغرب والوتر أربعاً بثلاث قعدات. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، قبيل مطلب في الصلاة على الدابة: ۶۵۳/۱، ظفير)

الجواب

جو نماز تنہا مسجد میں قضا کرے تو اس کے لیے اذان و اقامت مشروع نہیں ہے،(۱) اور نیت مذکورہ سے قضا نماز ہو جاتی ہے اور وتر کے لیے بھی اذان و اقامت نہیں ہے۔(۲) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۳۴۴)

تنہا نماز قضا کرنے والا اذان و اقامت نہ کہے:

سوال (۱) اگر صبح کی نماز قضا ہوگئی اور ظہر کے وقت قضا کرنے کا موقع ملا تو اذان کہہ کر نماز پڑھنی چاہیے، یا بلا اذان؟

قضا کے لیے اذان کہی جائے گی، یا نہیں اور ہر نماز کے لیے الگ ہوگی، یا ایک کافی ہے:

(۲)　اگر نماز پنجوقتی قضا ہوگئی تو کل اوقات میں اذان کہنے کی ضرورت ہے، یا ایک ہی وقت؟

الجواب

(۱)　تنہا شخص کی اگر نماز فوت ہوگئی تو وہ بلا اذان و اقامت کے اس کو قضا کرے۔(۳)

(۲)　اگر قضا میں جماعت ہو تو پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہی جاوے، باقی نمازوں کے لیے اختیار ہے؛ کہے، یا نہ اور اقامت سب کے لیے کہی جاوے۔(۴) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۴/۳۵۹-۳۶۰)

فجر، مغرب اور عشا کی قضا میں قرأت جہری کرسکتا ہے، یا نہیں:

سوال:　فجر اور مغرب اور عشا کی قضا میں جہراً قرأت پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر ان ہی اوقات میں قضا کرے تو جہراً پڑھ سکتا ہے، اگر دن کو قضا کرے تو نہیں کرسکتا۔(۵) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۳۴۵)

---

(۱)　(و) يسن أن (يؤذن ويقيم لفائتة) رافعًا صوته لو بجماعة (أى فى غير المسجد) أوصحراء لابيبته منفردًا ... (ولا فيما يقضى من الفوائت فى مسجد)؛ لأن فيه تشويشًا وتغليطًا (ويكره قضاء ها فيه)؛ لأن التاخير معصية فلا يظهرها. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۱/۳۹۰-۳۹۱، دار الفكر بيروت، ظفير)

(۲)　(و) ... (هو سنة) ... (مؤكدة) ... (للفرائض) ... (فى وقتها و لو قضاء) ... (لا) ... (لغيرها) كعيد. أى وتر وجنازة، الخ. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۱/۳۵۶، ظفير)

(۳-۴)　(و) يسن أن (يؤذن ويقيم) لفائتة) رافعًا صوته لوبجماعة أوصحراء لابيبته منفردًا. (الدر المختار)
(لوبجماعة) أى فى غير المسجد بقرينة مايذكره قريبًا من أنه لايؤذن فيه للفائتة. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۱/ ۳۶۲، ظفير)

(۵)　(ويجهر الإمام)... (فى الفجر وأولى العشائين أداءً وقضاءً الخ) ... (ويخير المنفرد فى الجهر) ...==

جہری نماز کی قضا کیسے کرے:

سوال: اگر عشا اور فجر کی نماز قضا ہو جائے اور اسے ظہر کے وقت ادا کرے تو قرأت جہری ہوگی، یا سری؟ اس طرح ظہر وعصر کی قضا مغرب کے بعد کی جائے تو اس میں قرأت کس طرح ہوگی، سری، یا جہری؟

(نادر المسدوسی، مغلپورہ)

الجواب ـــــــــــــــ

جن نمازوں میں سری قرأت ہے، قضا میں بھی وہ نمازیں سری ہی ادا کی جائیں گی، جو نمازیں جہری ہیں، اگر جہری اوقات میں ادا کی جائیں تو بالاتفاق ان کی قضا میں اختیار ہے۔ زور سے بھی قرأت کرسکتا ہے اور آہستہ بھی اور اگر دن کے اوقات میں جہری کی قضا کی جائے تو فقہا کے درمیان اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک ایسی صورت میں سری قرأت واجب ہے، جہری قرأت جائز نہیں اور بہت سے فقہا کے نزدیک اس صورت میں بھی اختیار ہے، جس طرح چاہے قرأت کرے، چناں چہ درمختار میں ہے:

(ويخافت) المنفرد(حتمًا)أوى جوباً (إن قضى)الجهرية فى وقت المخافتة ...لكن تعقبه غير واحد ورجحوا تخييره". (۱)(کتاب الفتاویٰ:۴۲۶/۲-۴۲۷)

قضا نماز کی جماعت:

سوال: ایک مسجد میں نماز صبح کی چند آدمیوں نے با جماعت پڑھ لی۔ چند آدمی باقی رہ گئے انہوں نے قضا نماز با جماعت پڑھی، نماز اُن کی صحیح ہوئی، یا نہیں ہوئی اور جماعت قضا کی درست ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

جماعت قضا کی بھی درست ہے؛ (۲) مگر اس طرح چند آدمی نماز کو قضا کر کے جماعت سے ادا کریں، سخت بے حیائی و بے شرمی ہے۔ لازم ہے کہ اس معصیت کو پردہ کریں تو اس طرح کے فعل سے گنہگار ہوئے خدا تعالیٰ معاف فرماوے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ ۲۹۱)

== (إن أدى) ... (ويخافت) المنفرد (حتماً) ... (إن قضى) الجهرية فى وقت المخافتة كأن صلى العشاء بعد طلوع الشمس.(الدر المختار على هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، فصل فى القراءة: ۵۲۳/۱، دار الفكر بيروت)

معلوم ہوا کہ حکم مذکور منفرد کے لیے لکھا گیا ہے۔ ظفیر

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، فصل فى القراءة: ۵۳۳/۱، دار الفكر بيروت، انيس

(۲) عن أبى هريرة قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ... وأمر بلالا فأقام الصلاة، فصلى بهم الصبح، فلما قضى الصلاة قال: من نسى الصلاة فليصلها إذا ذكرها، فإن الله تعالىٰ قال أقم الصلاة لذكرى.(صحيح لمسلم، باب قضاء الصلاة الفائتة واستعاب تعجيل قضاء ها: ۲۳۸/۱، قديمى، انيس)

قضا نماز با جماعت پڑھنا کیسا ہے:

سوال: قضا نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

مسنون ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۳۴۶/۴)

قضا نماز کی جماعت ہو سکتی ہے:

سوال: قضا نماز کی جماعت ہو سکتی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

اگر چند افراد کی ایک ہی وقت کی نماز قضا ہوگئی ہو تو ان کو جماعت کے ساتھ ادا کرنی چاہیے۔ لیلۃ التعریس کا واقعہ مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا نے آخر شب میں پڑاؤ کیا تھا، فجر کی نماز کے لیے جگانا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذمہ تھا؛ لیکن تھکن کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے ان کی آنکھ لگ گئی اور سورج طلوع ہونے کے بعد سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، رفقا کو اٹھایا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وادی سے کوچ کرنے کا حکم فرمایا اور آگے جا کر اذان و اقامت کے ساتھ جماعت کرائی۔ نماز کے قضا ہونے کا یہ واقعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر اختیاری طور پر پیش آیا، اس سے امت کو قضا نماز کے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۲۹/۳-۶۳۰)

---

(۱) جاء في حديث ليلة التعريس: "وأمر بلالا فأقام الصلاة فصلى بهم الصبح فلما قضى الصلاة قال من نسى الصلاة فليصليها إذا ذكرها". (رواه مسلم) (مشكوٰة، ص: ٦٧، ظفير)

(۲) عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قفل من غزوة خيبر سار ليلة حتىٰ اذا أدركه الكرى عرس وقال لبلال أكلنا الليل، فصلى بلال ما قدر له ونام رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه فلما تقارب الفجر استند بلا ل إلىٰ راحلته موجه الفجر فغلبت بلالاً عيناه وهو مستند إلىٰ راحلته فلم يستيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا بلال ولا أحد من أصحابه حتىٰ ضربتهم الشمس فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم أولهم إستيقاظا ففزع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أى بلال! فقال بلال: أخذ بنفسى الذى أخذ بأبى أنت وأمى يارسول الله بنفسك، قال: اقتادوا فاقتادوا رواحلهم شيئاً ثم توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم وأمر بلالا فأقام الصلاة، فصلىٰ بهم الصبح، فلما قضى الصلاة قال: من نسى الصلاة فليصلها إذا ذكرها، فإن الله تعالىٰ قال أقم الصلاة لذكرى. (الصحيح لمسلم، قبيل كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب قضاء الصلاة الفائتة واستعاب تعجيل قضاءها: ٢٣٨/١، قديمى، انيس)

قضا نماز جماعت سے ہوسکتی ہے، یا نہیں:

سوال: اگر چند شخصوں کی کوئی نماز قضا ہو جائے تو جماعت سے پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟

الجواب

قضا میں بھی جماعت ہوسکتی ہے اور یہ قضا نماز جہر یہ کی ہے تو جہر کرنا ضروری ہے اور سریہ کی ہے تو قرأت سراً پڑھنا لازم ہے، مثلاً عشا کی نماز اگر دن کو قضا پڑھے، تب بھی امام کو جہر کرنا چاہیے۔

كما في الهندية: اذا ترک صلاة الليل ناسياً فقضاها في النهار وأم فيها و خافت كان عليه السهو وان أم ليلاً في صلاة النهار يخافت ولا يجهر فان جهر ساهياً كان عليه السهو، كذا في فتاوى قاضي خان في سجود السهو. (۱)

اگر قصداً اس کے خلاف کیا تو نماز کا اعادہ واجب ہے اور سہواً کیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

احقر عبدالکریم عفی عنہ، ۳ر شعبان ۱۳۴۵ھ۔ (امداد الاحکام: ۲/)

کیا قضا نماز مسجد میں درست نہیں ہے:

سوال: عالمے می فرماید کہ بمسجد صلوٰۃ قضاء گزار دن حرام است، ودلیلش این کہ قضاء صلوٰۃ معصیت است واظہار معصیت حرام و بمسجد اظہار میشود بخانہ گزار دن باید۔ (۲)

الجواب

درمختار میں قضاء فوائت کو مسجد میں مکروہ لکھا ہے؛ یعنی مکروہ تحریمی اور دلیل یہی ہے کہ نماز کو وقت سے مؤخر کرنا معصیت ہے؛ اس لیے اس کو ظاہر نہ کرے اور علامہ شامی نے اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ غرض یہی ہے کہ اظہار نہ کرے؛ بلکہ ایسی طرح قضا کرے کہ کسی کو خبر نہ ہو، اگر مسجد میں بھی قضا کرنے سے کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ نفلیں پڑھ رہا ہے، یا فرض تو مسجد میں بھی درست ہے۔ غرض ایسی طرح قضا کرے کہ حتی الوسع کسی پر اظہار نہ ہو، عبارت شامی یہ ہے:

وظاهره أن الممنوع هو القضاء مع الاطلاع عليه سواء كان في المسجد أو غيره. (۳) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۲۹/۴)

---

(۱) الفتاویٰ الهندية، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة: ۷۱/۱، انیس

(۲) خلاصۂ سوال: ایک عالم فرماتے ہیں کہ مسجد میں قضا نماز پڑھنا حرام ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ نما کی قضا گناہ ہے اور گناہ کو ظاہر کرنا حرام اور مسجد میں اس کا اظہار ہوتا ہے، لہذا گھر پر قضا پڑھنی چاہیے۔ انیس

(۳) ردالمحتار، باب قضاء الفوائت، مطلب اذا أسلم المرتد هل تعود حسنه أم لا؟: ۷۷/۲، دار الفکر، ظفیر

قضا نماز کعبہ شریف میں کس طرح پڑھیں:

سوال: قضا نماز کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائے، یہاں تو حرم پاک میں چوبیس گھنٹے آدمی موجود ہوتے ہیں تو کہاں پڑھیں؟

الجواب

جہاں نماز پڑھی ہو، وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ جا کر پڑھ لیں، دیکھنے والوں کو معلوم بھی نہیں ہوگا کہ آپ ادا پڑھ رہے ہیں، یا قضا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۳۳/۳)

☆ ☆ ☆

(۱) وظاهره أن الممنوع هو القضاء مع الاطلاع عليه سواء كان في المسجد أو غيره. (ردالمحتار، باب قضاء الفوائت، مطلب اذا أسلم المرتد هل تعود حسنه أم لا؟: ۷۷/۲، دار الفكر بيروت، انيس)

قضاءعمری کا طریقہ

قضاءعمری کی شرعی حیثیت:

سوال: قضاءعمری نمازوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ انہیں ادا کرنا چاہیے، یا نہیں؟

الجواب

جو نمازیں قضا ہوگئی ہیں، ان کا ادا کرنا ضروری ہے؛ کیوں کہ اگر زندگی میں ادا نہ کیں تو مرنے کے بعد اس کی سزا بھگتنی پڑے گی؛ اس لیے آسان صورت یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز بھی پڑھ لی جائے، آہستہ آہستہ ساری نمازیں ادا ہوجائیں گی اور ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اگر فرصت ہو تو ایک دن میں کئی نمازیں پڑھ لی جائیں؛ لیکن جتنی نمازیں پڑھی جائیں، ان کا حساب رکھا جائے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۱۴/۳، ۶۱۵)

قضاءعمری ثابت ہے، یا نہیں اور اس کا کیا طریقہ ہے:

سوال: نماز قضاءعمری کی کیا ترکیب ہے۔ حدیث سے ثابت ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ نماز قضاءعمری جیسا کہ مشہور ہے، حدیث سے ثابت نہیں، جس کے ذمہ واقعی نمازیں قضا ہوں، وہ صاحب کر کے ان کو پورا کرے۔(۲) (فتاویٰ دار العلوم: ۳۵۰/۴-۳۵۱)

---

(۱) عن عبد الله بن مسعود قال: قال عبد الله ان المشركين شغلوا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أربع صلوات يوم الخندق حتىٰ ذهب من الليل ما شاء الله، فأمر بلالاً ، فأذن، ثم أقام، فصلى الظهر، ثم أقام، فصلى العصر، ثم أقام فصلى المغرب، ثم أقام، فصلى العشاء. (سنن الترمذی، باب ماجاء فی الرجل تفوته الصلاة بأيتهن يبدأ: ٤٣/١، قديمی، انيس)

كل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضاء ها ... سواء كانت الفوائت كثيرة أو قليلة. (الهندية: ١٢١/١)

لأنه عليه السلام أخرها يوم الخندق، ثم الأداء فعل الواجب في وقته وبالتحريمةْ.

وفى الرد: ذلك أن المشركين شغلوا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أربع صلاة يوم الخندق حتىٰ ذهب من الليل ما شاء الله فأمر بلالا فأذن ثم أقام فصلى الظهر، ثم أقام فصلى العصر، ثم أقام فصلى المغرب، ثم أقام فصلى العشاء. (الدر المختار مع رد المحتار: ٦٢/٢، باب قضاء الفوائت/الجامع للترمذی: ٤٣/١)

(۲) كل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضاؤها. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت: ١٢١/١)

قضاء عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ:

سوال متعلقہ قضائے عمری۔

الجواب________________

قضائے عمری جو عام طور پر پڑھی جاتی ہے، یہ بیکار ہے، قضا شدہ نمازوں کا تخمینہ کرلیا جائے اور اس کے موافق ادا کی جائیں، ہر قضا نماز کی نیت اس طرح کرے کہ میرے ذمہ جتنی فجر، یا ظہر کی نمازیں ہیں، ان میں سے پہلی، یا پچھلی نماز ادا کرتا ہوں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳/۳۸۳-۳۸۴)

قضاء عمری:

سوال: قضاء عمری احتیاطاً پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب________________

قضاء عمری علی توہم الفساد پڑھنا امام صاحب سے ثابت نہیں اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے۔ پس جب اصل ہی ثابت نہیں تو اس پر دیگر تفریعات صحیح نہ ہوں گی اور ایسے موقعہ پر کمال ونقصان سے بحث فضول ہے۔(۱) ثبت العرش ثم نقش. فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۴۸-۳۴۹)

قضاء عمری کی ادائیگی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز قضاء عمری پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرائض پنج گانہ سے پہلے پڑھے، یا بعد میں؟ اور اس قدر پابندی کرنا کہ خواہ جماعت ہوتی رہے، جب تک قضاء عمری نہ پڑھ لے، جماعت میں شامل نہ ہو، کیسا ہے؟

الجواب________________

جس قدر نمازیں قضا ہوئی ہیں، ان کو جس طرح چاہے، ادا کرے؛ کیوں کہ وہ صاحب ترتیب نہیں ہے، خواہ وقتیہ سے پہلے پڑھا کرے، یا بعد میں، یا ایک وقت میں پانچوں نمازیں مع الوتر روزانہ پڑھتا رہے، جماعت کو نہ چھوڑے؛ بلکہ جماعت سے قبل پڑھ لیا کرے، یا بعد میں پڑھا کرے۔ فقط (۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۴۹)

---

(۱) فی العتابیة عن أبی نصر فیمن یقضی صلوات عمرہ من غیر أن فاتہ شیء یرید الاحتیاط فإن کان لأجل النقصان والکرھة فحسن وإن لم یکن لذلک لایفعل. (الفتاویٰ الھندیة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت: ۱/۱۲۴، انیس)

(۲) ولایعود) لزوم الترتیب (بعد سقوطه بکثرتها) أی الفوائت (یعود الفوائت إلی القلة) بسبب (القضاء) ==

قضاء عمری کا طریقہ:

سوال: جو نمازیں اب تک کسی وجہ سے قضا ہوگئی ہے اوران کی تعداد معلوم نہیں ہے، ان کی قضا کیسے کی جائے؟

الجواب

ایام بلوغ کے بعد سے جو نمازیں قضا ہوگئی ہیں اور جو نمازیں فاسد پڑھی گئی ہیں، ان کا اندازہ کیجئے اور زائد سے زائد مقدار اعتبار کر کے ان کو پڑھئے ،مثلاً آپ کا اندازہ ہے کہ ایسی نمازیں کم از کم دو برس کی پنج وقتہ مجموعی طور پر ہوسکتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ تین برس کی تو تین برس کی نمازیں قضا کیجئے؛ تاکہ بالیقین ،یابغلبۂ ظن ذمّہ فارغ ہوجائے ،اگر ہر روز پانچ فرائض مع وتر پڑھ لیا کریں تو ایک سال میں ایک سال کی نماز کی قضا ہوجائے گی ،روزانہ پانچ وقتوں کی قضا کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا بھی پڑھ لی جایا کرے ،خواہ فرض سے پہلے ،یا بعد کو ،یا یہ کہ ایک وقت میں پانچوں ،یا کم وبیش پڑھا کریں ۔نیت کی صورت یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ قضا واجب ہونے والی ظہروں میں کی آخری ظہر کو پڑھتا ہوں ،اسی طرح عصر میں کہا جائے کہ جتنی عصری نمازیں مجھ پر بطور قضا واجب ہیں ،ان کی آخری عصر پڑھتا ہوں اور اسی طرح مغرب ،عشا ،وتر اور فجر میں کہا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بجائے آخری کے پہلی کہا جائے؛ یعنی یہ کہا جائے کہ جتنی ظہر کی نمازیں مجھ پر قضا واجب ہیں ،ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں اور اسی طرح ہر نماز میں کیا جائے ،(درمختار:۷۶/۲)(۱) اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اس تقصیر کی معافی طلب کی جایا کرے ،قضا نمازوں میں سنتوں اور نوافل کی قضا نہ ہوگی ،(بدائع الصنائع :۲۸۷/۱)(۲) صرف فرض اور وتر کی ہوگی۔

(مکتوبات:۲۱/۴-۲۲) (فتاوی شیخ الاسلام ص ۴۹-۵۰)

قضاء عمری کا طریقہ:

سوال: قضائے عمری نماز کب اور کس طرح پڑھی جائے؟

== لبعضها على المعتمد لأن الساقط لايعود (وكذا لايعود) الترتيب (بعد سقوطه بباقي المسقطات) السابقة من النسيان والضيق. (الدر المختار على هامش رد المحتار ،باب قضاء الفوائت: ۷۰/۲ ،دار الفكر بيروت ،ظفير)

(۱) كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه أو آخره. (الدر المختار)

وفي الرد: فان أراد التسهيل الأمر ،يقول أول فجر مثلاً فانه اذا صلاه يصير ما يليه أولاً أو يقول آخر فجر فان ما قبله يصير آخراً. (الدر المختار مع رد المحتار ،كتاب الصلاة ،باب قضاء الفوائت: ۷٦/۲ ،دار الفكر بيروت ،انيس)

(۲) وقد قالوا إنما تقضى الصلوات الخمس والوتر. (البحر الرائق ،باب قضاء الفوائت: ۱٤۱/۱ ،دار الكتب العلمية ،انيس)

الجواب

قضاء عمری کے نام سے جونماز مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے آخر میں ایک نماز با جماعت، یا علاحدہ علاحدہ قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ نماز عمر بھر کی قضا نمازوں کے قائم مقام ہوجاتی ہے، یہ تو بدعت اور بے اصل ہے، شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں۔(۱)

ہاں! اگر کسی کی کچھ نمازیں جاتی رہی ہوں تو ان کو پڑھ سکتا ہے۔ اگر ان کا شمار معلوم ہو تو اس کے موافق اور صحیح تعداد یاد نہ ہو، اندازہ سے ان کا شمار متعین کرلے اور پھر ان کو ایک دفعہ، یا آہستہ آہستہ ادا کرتا رہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں؛ بلکہ زمانۂ بلوغ کے اندر چھوٹی ہوئی نمازوں کا پورا کرنا فرض ہے، ہر نماز کو قضا کرتے وقت مثلاً اگر فجر کی نماز پڑھنا ہے تو اس طرح نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں، ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں، اسی طرح روز فجر کی قضا کرتے وقت یہی نیت کرے، یہاں تک کہ سب نمازیں پوری ہوجائیں۔ (کفایت المفتی: ۹/۳۷۹-۳۸۱)

قضاء عمری کی نیت:

سوال: قضاء عمری میں نماز کی نیت کس طرح کی جائے، جب کہ دن، تاریخ، مہینہ اور سال معلوم نہیں؟

الجواب حامدًا و مصلیًا

اس طرح نیت کرے کہ میرے ذمہ فجر کی جو سب سے پہلی نماز باقی ہے، وہ پڑھتا ہوں، یا اس طرح نیت کرے کہ میرے ذمہ فجر کی جو سب سے آخر کی نماز باقی ہے، وہ پڑھتا ہوں، یہی حال دوسری نمازوں کا ہے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ محمودیہ: ۷/۳۸۴)

عمر بھر کی نماز کس طرح ادا کریں:

سوال: زید اپنی عمر بھر کی نمازیں جو قضا ہوچکی ہیں، ادا کرنا چاہتا ہے۔ وہ کون سا طریق اختیار کرے، وہ بیچ میں کچھ نمازیں پڑھتا بھی رہا ہے؟

(المستفتی: ۱۶۲۳، ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳/ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲/ جولائی ۱۹۳۷ء)

---

(۱) وما نقل أن الامام قضٰی صلاۃ عمرہ .. أنہ لم یصح ذلک عن الامام ... فالوجہ حینئذٍ کراھۃ القضاء، لتوھم الفساد. (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل: ۲/۳۷، ط: سعید)

قالی فی الدرالختار: "کثرت الفوائت نوی أول ظھر علیہ أو آخرہ" الخ. (الدر المختار علی ھامش رد المحتار، کتابب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت: ۲/۷۶، ط: سعید)

(۲) (قولہ: کثرت الفوائت، الخ) ... فإن أراد تسھیل الأمر یقول: أول فجر مثلا، فإنہ إذا صلاہ یصیر مایلیہ أولاً، أو یقول: آخر فجر ، فإن ماقبلہ یصیر آخرًا، ولا یضرہ عکس الترتیب لسقوطہ بکثرت الفوائت" (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت: ۲/۷۶، سعید)

الجواب

جس قدر نمازیں یک دم، یا تدریجاً پڑھ سکتا ہو، پڑھتا رہے، ہر نماز کے ساتھ اول، یا آخر وہی نماز قضا پڑھ لیا کرے، یہ بھی جائز ہے؛ مگر یہ صورت جب ہے کہ قضا یقینی ہو، ورنہ عصر وفجر کے بعد اور فجر طلوع ہونے کے بعد نہیں پڑھ سکے گا۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳۸۴/۳)

بہت سی قضا شدہ نمازوں والا کیسے ادا کرے:

سوال: اگر کسی شخص کی بے انتہا نمازیں فوت ہوئی ہیں، جس کی تعداد اس کو معلوم نہیں۔ اب اگر وہ شخص صلوٰۃ فائتہ کو ادا کرنا چاہتا ہے، ایسی حالت میں اگر وہ تحری کرے؛ یعنی اپنے خیال سے ایک تعداد معین کرے تو کیا یہ ترتیب کے ساتھ ادا کرے گا، یا ترتیب کی ضرورت نہ ہوگی؟ اگر ایک ہی وقت میں ایک دن کی پانچوں فائتہ نمازیں پڑھ لی تو جائز ہوگا، یا نہیں؟ یعنی نماز وقتی صبح کی پڑھنے کے بعد اب نماز خمسہ فوت شدہ ہیں، اسی وقت ادا کرنا چاہتا ہے تو یہ صورت جائز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

تحری کر کے جس قدر سنین وشہور وایام کی نمازیں فوت شدہ تحری میں آویں، ان کو قضا کرنا شروع کر دے اور بوقت قضا دل میں نیت اور خیال کرے، یا زبان سے بھی کہہ دے کہ سب سے پہلے ظہر، یا عصر وغیرہ قضا کرتا ہوں۔ اسی طرح پھر دوسرے وقت نیت کرے؛ کیوں کہ پہلی نماز قضا ہو جانے کے بعد جو اس کے بعد ہے، وہ پہلی فائتہ ہو جاوے گی اور جو صورت سوال میں لکھی ہے کہ ایک دن کی تمام نمازیں فوت شدہ ایک وقت میں پڑھ لیا کرے، یہ درست ہے۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۳۲/۴)

قضا کی تعداد یاد نہ ہو تو تخمینہ کر کے ادا کرے:

سوال: تین چار سال تک بوجہ بیماری کے ایک شخص کی نمازیں قضا ہوتی رہیں۔ لیکن تعداد محفوظ نہ رہی۔ بعد بیماری کے نمازیں قضا کیں۔ لیکن ان کی تعداد بھی محفوظ نہ رہی۔ اب کتنی نمازیں لوٹانی چاہئیں؟

الجواب

ایسی صورت میں اندازہ اور تخمینہ کر کے نمازیں قضا کی جاویں۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۶۱/۴)

---

(۱) قضاء یقینی نہ ہونے کی صورت میں یہ نفل ہوگی اور نفل ان اوقات میں پڑھنا مکروہ ہے۔

ویکرہ أن یتنفل بعد الفجر حتیٰ تطلع الشمس وبعد العصر حتیٰ تغرب، الخ. (الهداية، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة، فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلاة: ۶۸/۱، دار الفكر بيروت، انيس)

اگر کئی برس کی نماز قضا ہو اور ادا کرنے کا موقع نہ ہو تو کیا کرے:

سوال: اگر دو تین برس کی نماز قضا ہو اور اب موقع ادا کرنے کا نہ ملتا ہو تو اس سے چھٹکارا پانے کی کون سی شکل ہے؟

الجواب

سہل صورت اس کی یہ ہے کہ ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضا کرے، جس قدر برسوں کی نماز فوت ہوئی ہو، اتنے برسوں تک ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز جو قضا ہوئی ہو، قضا پڑھے، بدون قضا کے کوئی صورت سبکدوشی کی نہیں۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴۵/۴)

دو برس کی قضا کب ادا کرے:

سوال: جس شخص کے ذمہ دو برس کی نماز قضا ہوں، وہ ان کو کس طرح اور کس ترتیب سے ادا کرے؟

الجواب

جس شخص کے ذمہ دو برس کی نمازیں قضا ہیں، اس پر کچھ ترتیب ادائے فائتہ میں لازم نہیں ہے، جس وقت جس قدر نمازیں ادا کر سکے، کر لیا کرے۔ خواہ ایسا کرے کہ ہر ایک فرض وقتی کے ساتھ وہی نماز قضا کر لیا کرے، مثلاً: ظہر کی نماز کے قبل، یا بعد ایک ظہر کی قضا کر لیا کرے، یا زیادہ کی گنجائش ہو، زیادہ قضا کر لیا کرے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۵۸/۴-۳۵۹)

پانچ سال کی قضا نماز کس طرح پڑھے:

(الجمعیۃ، مورخہ ۲۶/فروری ۱۹۲۷ء)

سوال: ایک شخص کے ذمہ پانچ چھ سالہ نمازیں قضا ہیں، اب وہ اس نیت سے فائتہ نمازیں ادا کر چکا ہے کہ اول فجر وظہر ومغرب وعشا کے فرائض وواجبات سے جو میرے ذمہ ہیں، وہ نمبر وار ادا کرتا ہوں، کیا یہ صورت ٹھیک ہے؟

الجواب

وہ گذشتہ قضا شدہ نمازیں اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ جو نماز ادا کرے، اس کی نیت اس طرح کرے کہ یہ نماز جو میں پڑھ رہا ہوں، مثلاً فجر تو فجر کی تمام نمازوں میں سے جو میرے ذمہ ہیں، سب سے پہلی، یا سب سے پچھلی، یا سب سے پچھلی نماز فجر پڑھتا ہوں، اسی طرح ہر نماز کی نیت کرے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی: ۳۸۴/۳)

---

(۱) إلا أن يزيد الفوائت علىٰ ستة صلوات؛ لأن الفوائت قد كثرت فتسقط الترتيب فيما بين الفوائت بنفسها كما يسقط بينها وبين الوقتية (الهداية، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۱۳۸/۱، ظفير)

(۲) كثرت الفوائت نوىٰ أول ظهر عليه او آخره. (الدر المختار، باب قضاء الفوائت: ۷۶/۲، ط: سعيد)

فوت شدہ دس بیس سال کی نمازیں کس طرح ادا کرے:

سوال: ایک شخص پابندی کے ساتھ پنجوقتی نماز ادا کرتا تھا، بعد کو نماز گنڈے دار ادا کرتا رہا؛ یعنی کبھی پڑھی، کبھی نہ پڑھی، اس صورت کی اندازاً تمام نمازیں دس، یا بیس سال کی فوت ہوئیں۔ اب ان کے ادا کرنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

الجواب

جب مدت تک اس نے اہتمام نماز کا ترک کردیا تھا، کبھی پڑھتا تھا، کبھی نہ پڑھتا تھا، اس تمام زمانہ کی نمازوں کو قضا کرنا چاہیے۔ سہل صورت اس کی یہ ہے کہ ہر ایک فرض وقتی کے ساتھ وہی نماز قضا کی نیت سے پڑھ لیا کرے، اگر دس برس تک نمازیں ترک کی تھیں تو دس برس تک ہر ایک نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کرلیا کرے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۳۴۳-۳۴۴)

پچاس سال کی قضا نمازیں اور اس کی ادائیگی:

سوال: زید کی اکثر نمازیں ابتدائے شباب سے چالیس برس تک قضا ہوئی ہیں اور اب وہ توبہ کے بعد نمازی ہوگیا۔ کیا ان قضا نمازوں کا تدارک توبہ وتضرع سے ہوسکتا ہے، یا ہر نماز کے بعد بطورِ قضاءعمری نماز ادا کرنی چاہیے اور اگر اس کی زندگی تلافیٔ مافات نہ کرسکے تو کیا باوجود توبہ یہ بارِ عظیم اس کی گردن پر رہےگا۔ حدیث میں تو ”**التائب من الذنب کمن لاذنب له**“ آیا ہے۔

الجواب

زید کو گذشتہ تمام نمازوں کی قضا کرنا لازم ہے اور جس طرح آئندہ کی نمازیں اس کے ذمہ فرض ہیں، اسی طرح فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا لازم ہے۔(۲) ان کی قضا جو صورت سہل معلوم ہو، اختیار کرے کہ ہر ایک وقت کے فرض کے ساتھ وہی نماز قضا کرلیا کرے، یا دودو، چار چار ایک وقت میں قضا کرلیا کرے اور اگر زندگی میں تلافی مافات نہ ہوسکے تو آخر حالت میں وصیت کرنا ادائے فدیہ کے لیے لازم ہے؛ تاکہ ورثہ بعد میں باقی ماندہ نمازوں کا فدیہ ادا کردیویں اور حدیث. **عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”التائب من الذنب كمن لاذنب له“**(۳) کا مطلب یہ ہے کہ نمازوں کی تاخیر کرنے اور وقت پر ترک کرنے کا جو گناہ ہوا،

(۱) ولو فاتته صلوات رتبها في القضاء كما وجبت في الأصل؛ لأن النبي عليه السلام شغل عن أربع صلوات يوم الخندق فقضاهن مرتباً. (الهداية، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۱/۱۳۷)

(۲) وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض و واجب وسنة) لف ونشر مرتب وجميع أوقات العمر وقت للقضاء الا الثلاثة المنهية. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب قضاء الفوائت: ۲/٦٦، دار الفكر بيروت، ظفير)

(۳) مشكوة، باب التوبة والاستغفار، ص: ۲۰٦، ظفير

وہ توبہ سے معاف ہوجاوے گا اور نیز واضح ہو کہ جیسے حقوق عباد کی توبہ ہے کہ وہ حقوق ادا کرے اور جس کا جو کچھ حق ہے وہ دیوے، جب توبہ قبول ہوگی، اسی طرح حقوق اللہ مثل نماز وروزہ وزکوٰۃ وغیرہ جو ادا نہیں ہوئی، ان کی توبہ یہ ہے کہ ان کو ادا کرے۔ پس بدون ادا کئے وہ تائب ہی نہ ہوا، جو "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" کے حکم میں داخل ہو۔ واللّٰہ ولی التوفیق فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۶۰/۴-۳۶۱)

سالہا سال کی عشا اور وتر نمازوں کی قضا کس طرح کریں:

سوال: اگر گزشتہ کئی سال کی نمازوں کی قضا ادا کرنی ہو تو عشا کے فرضوں کے علاوہ کیا وتر بھی ادا کرنا ضروری ہیں؟ اگر ضروری ہے تو کیا ہم پہلے عشا کے تمام دنوں کے فرض پڑھ لیں، اس کے بعد تمام دنوں کے وتر پڑھ لیں، یا ہر فرض کے ساتھ وتر پڑھیں، یا صرف فرض پڑھنا ہی کافی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

یہاں دو مسئلے سمجھ لینا ضروری ہیں:

(اول) نماز پنج گانہ فرض ہے اور وتر واجب ہے، جس طرح فرض کی قضا ضروری ہے، اسی طرح وتر کی قضا بھی ضروری ہے۔(۱)

(دوم) اگر وتر کی نماز قضا ہوجائے تو اس کو عشا کی نماز کے ساتھ پڑھنا ضروری نہیں؛ بلکہ الگ بھی جب چاہے، پڑھ سکتا ہے؛ کیوں کہ وتر، عشا کے تابع نہیں۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۴۴/۳-۶۴۵)

سنتوں کے بعد قضاء عمری کا پڑھنا:

سوال: فجر وظہر کی سنتوں کے بعد قضاء عمری میں نماز نفل پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور نماز قضا عمری اور فجر کی سنتوں کا اندھیرے میں پڑھنا کہ جہاں سجدہ کی جگہ نہ دکھتی ہو؛ یعنی اول وقت پڑھنا جائز ہے، یا نہیں، یا مکروہ؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

سنتوں کے بعد قضا ونفل درست ہے؛ مگر اولیٰ یہ ہے کہ سنت وفرض کے درمیان اور کچھ فاصلہ نہ ہو۔ ایسے ہی بعد کی سنتیں اولیٰ یہ ہے کہ فرضوں کے ساتھ متصل پڑھے۔ فقط (تالیفات رشیدیہ، ص: ۳۰۴-۳۰۵)

---

(۱) وقد قالوا إنما تقضی الصلوات الخمس والوتر. (البحر الرائق: ۸۶/۲)
والقضاء فرض فی الفرض وواجب فی الواجب ...وسنة فی السنة. (الفتاویٰ الهندية: ۱۲۱/۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت)

(۲) الوتر واجب عند أبی حنيفة ... لما كان واجباً عند أبی حنيفة كان أصلاً بنفسه فی حق الوقت لا تبعا للعشاء. (بدائع الصنائع: ۲۷۲/۱، فصل فی بيان وقته)

عصر کے بعد قضاء عمری:

سوال: عصر کی نماز کے بعد قضا عمری کی نمازیں پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟ اگر نہیں پڑھ سکتے ہیں تو کن کن اوقات میں ممنوع ہے؟ (خورشید احمد، گری نگر، بالانگر)

الجواب

عصر اور فجر کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے؛ البتہ طلوع شمس، استواء شمس اور غروب شمس کے وقت پڑھنا ممنوع ہے۔(۱) (کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۴۲۷)

دوسری جماعت کے ساتھ قضائے عمری کی نیت سے شریک ہونا:

سوال: کسی وقت کی فرض نماز اکیلے، یا باجماعت ادا کرلیں اور دوسری جگہ جائیں، جہاں اس وقت جماعت کھڑی ہو رہی ہو تو کیا ہم قضائے عمری کی نیت کرکے اس میں شامل ہو سکتے ہیں؟ مثلا: عصر ہم نے پڑھ لی، اب کسی جگہ ہم نے عصر کی جماعت ہوتے دیکھی تو ہم عصر کی چار رکعت قضائے عمری کی نیت کرکے اس میں شامل ہو سکتے ہیں؟

الجواب

دوسری نماز میں قضا کی نیت سے شریک ہونا جائز نہیں،(۲) صرف نفل کی نیت سے شریک ہو سکتے ہیں، اور وہ بھی صرف ظہر اور عشاء کی نماز میں، فجر عصر اور مغرب کی نماز پڑھ لی ہو تو نفل کی نیت سے بھی شریک نہیں ہو سکتے۔(۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/ ۶۲۴)

قضاء عمری با جماعت درست نہیں:

سوال: ایک امام نے قضاء عمری با جماعت پڑھی، کیا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں جائز ہے، یا نہیں؟

(۱) ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقت له إلا ثلاثة وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب فإنه لاتجوز الصلاة في هذه الأوقات. (البحر الرائق: ۱٤۱/۲)

(۲) قوله وبمفترض فرضاً آخر) سواء تغاير الفرضان اسماً أو صفة كمصلي ظهر أمس بمصلي ظهر اليوم ...الخ (رد المحتار، مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحده؟ : ۵۷۹/۱، باب الامامة)

(۳) فإن كان قد صلاها ثم دخل المسجد فإن كان صلاة لا يكره التطوع بعدها شرع في صلاة الإمام وإلا لا. (بدائع الصنائع: ۲۸۷/۱)

وأيضا: (ثلاثة أوقات لا يصح فيها شئ من الفرائض و الواجبات) ... (والأوقات الثلاثة) المذكورة (يكره فيها النافلة كراهة تحريم) (مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي، كتاب الصلاة، فصل في الأوقات المكروهة، ص: ۱۸٦-۱۸٦، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

الجواب

ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، امام اعظم اس کو جائز نہیں فرماتے۔(۱)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۶۲/۴)

قضاءعمری کی حقیقت:

(الجمعیۃ، مورخہ ۲۹/اپریل ۱۹۲۸ء)

سوال: بلاد خراسان میں ایک نماز مروج ہے، جس کو قضائے عمری کہتے ہیں۔طریقہ ادا مختلف ہے، بعض پانچ نمازیں باذان و جماعت پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعت نماز نفل با جماعت ادا کرتے ہیں اور نفل کی نیت یہ کرتے ہیں:

نویت أن أصلی أربع رکعات تقصیر أو تکفیرًا لما فات منی من جمیع عمری صلاۃ نفل، الخ.

اور جواز کے ثبوت کے واسطے جو عبارت نقل کرتے ہیں، ان کتابوں کا نام فتاوی واجدین نسفی ہے، جس میں لکھا ہے کہ ”ہر کہ ابا کند ازیں نماز ضال و مضل است واز دائرہ اسلام خارج است“ اور حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ ”یہ نماز سات سو نمازوں کا کفارہ؛ بلکہ آبا واجداد کی نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے“۔

اور ایک حدیث شریف ابوداؤد، ص:۱۲۵، مطبوعہ قادری، واقعہ دہلی کی نقل کرتے ہیں:

”کل صلاۃ لایتمها صاحبها تتم من تطوعه“.

اور نفل با جماعت جائز ہونے کے لیے حوالہ تفسیر روح البیان سے نقل کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ نفل با جماعت چوں کہ مکروہ تنزیہی ہے اور ہمارے ملک؛ یعنی عجم میں چوں کہ ”**آیة الکرسی، انا اعطینک الکوثر**“ کا پڑھنا نہیں جانتے ہیں؛ اس لیے عجم کے واسطے اس میں جماعت اولیٰ ہے اور دوسرا یہ ہے کہ نفل با جماعت احیاناً مکروہ ہے، یہ تو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے؛ اس لیے جائز ہے۔

الجواب

یہ نماز جس کو قضائے عمری کے نام سے ادا کیا جاتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں رائج ہیں، کہیں پانچ نمازیں اذان واقامت

---

(۱) قضاءعمری کے نام سے اگر چند مخصوص رکعت خاص ہیئت وترتیب سے پڑھنا مراد ہے تو اس کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں اور اگر قضا شدہ نماز اس کی تعداد کے مطابق پڑھنا مراد ہے تو پھر تعیین ضروری ہے اور اسے بھی علی الاعلان نہیں پڑھنا چاہیے۔فقہا صراحت کرتے ہیں:

(ویکره قضاء ها فیه)؛لأن التاخیر معصیة فلایظهرها. (الدر المختار)

وفی الرد: قوله: (لأن التأخیر معصیة) إنما یظهر أیضاً فی الجماعة لا المنفرد ... کما قد مناه عن القهستانی علیٰ أنه إذا کان التفویت لأمر عام لایکره ذلک للجماعة أیضاً؛لأن هٰذا التأخیر غیر معصیة، هٰذا ویظهر من التعلیل أن المکروه قضاء ها مع الاطلاع علیها ولو فی غیر المسجد. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب فی أذان الجوق: ۳۹۱/۱، دار الفکر بیروت، ظفیر)

کے ساتھ اور کہیں چار رکعت نفل باجماعت ادا کی جاتی ہے، محض بے اصل اور اختراعی ہے، شریعت مقدسہ میں اس کی اصل نہیں، نہ کسی حدیث میں آئی، نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول، یا فعل سے ثابت ہے، نہ مجتہدین امت سے منقول، فتاویٰ واجدین نسفی کوئی غیر مشہور اور غیر معتبر کتاب ہے، اس میں اگر واقعی یہ لکھا ہے کہ ''ہر کہ ابا کند ازیں نماز ضال ومضل است واز دائرہ اسلام خارج است'' تو وہ کتاب یقیناً غلط اور خود اس حکم کی مستحق ہے؛ کیوں کہ دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا حکم قطعیات کے انکار پر دیا جاسکتا ہے، اس نماز کا ابھی ثبوت ہی نہیں ہوا، چہ جائیکہ اس کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے۔

کوئی ایسی حدیث کہ یہ نماز سات سو نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے، ہماری نظر میں نہیں ہے، جو صاحب ایسی حدیث بیان کرتے ہیں، وہ اس کی سند اور حوالہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس حدیث میں اس قضائے عمری کی مختلف صورتوں میں سے کس صورت کا ذکر ہے؟ اور دوسری صورت جو گھڑی گئی ہے، وہ کہاں سے لی گئی ہے؟ ابوداؤد والی روایت سے اس نماز کا کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں۔ وہ تو تمام عبادات میں فرائض کے نقصان کو حضرت حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نوافل سے پورا فرمادے گا، نماز ہو، یا روزہ، حج ہو، یا زکوٰۃ اور وہ نوافل سال بھر کے نوافل کو شامل ہیں، کسی خاص تاریخ کے نفلوں میں یہ خاصیت کہ وہ عمر بھر کی نمازوں کا کفارہ ہوجائے، یہ اس حدیث سے کہاں ثابت ہے؟

نفل باجماعت حنفیہ کے نزدیک سوائے ان چند نمازوں کے جن کی تصریح کردی گئی ہے (مثلاً تراویح ونماز کسوف) مکروہ ہیں، کسی فقہ حنفی کی کتاب میں قضائے عمری کا نہ ذکر کیا گیا، نہ اس کی جماعت کو کراہت کے حکم سے مستثنیٰ کیا گیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ مکروہ خواہ تحریمی ہو، یا تنزیہی، بہرحال وہ ممنوع شرعی ہے اور جو چیز شرعاً ممنوع ہے، اس میں ثواب کی امید رکھنی احکام شریعت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے، جس چیز کو شریعت منع کرتی اور مکروہ بتاتی ہے، اس میں ثواب کیسا؟ اگر ثواب ہوتا تو وہ ممنوع اور مکروہ کیوں ہوتی؟ کیا شریعت ثواب کے کام کو بھی منع کرسکتی ہے؟ نیکی کا کام وہی ہے، جو اصول شرعیہ کے موافق ہو، ورنہ تو تمام بدعات بظاہر نیکی کے کام ہی ہوتے ہیں؛ لیکن چوں کہ شرعاً بے اصل ہوتے ہیں؛ اس لیے وہ ناجائز اور ممنوع قرار دئے جاتے ہیں۔ پس اس مصنوعی قضائے عمری کو ترک کرنا ہی شریعت کے موافق ہے کہ یہ بدعت اور بے اصل اور ناقابل اعتماد اور فساد عقیدہ کو مستلزم ہے، انکار کرنے والے ہی حق پر ہیں اور کوئی نفل نماز فرض کے قائم مقام نہیں ہوسکتی، نہ چار رکعت نفل سے چار رکعتیں ظہر، یا عصر کی معاف ہوسکتی ہیں، چہ جائیکہ سیکڑوں یا ہزاروں نمازوں کی قضا کے قائم مقام ہوجائے، نیز معاملہ توفیقی ہے، جس کے لیے صاف وصریح آیت، یا حدیث ہونی چاہیے، محض قیاسی طور پر یہ ثابت نہیں ہوسکتا اور حق تو یہ ہے کہ کوئی قیاسی دلیل بھی اس نماز کے لیے نہیں ہے۔ (۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی: ۳/۳۸۴-۳۸۵)

---

(۱) ولا تعاد عند توهم الفساد للنهي. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ۲/۳۷، ط: سعيد)

نفل نماز با جماعت قضاءعمری کے لیے:

سوال(۱) کیا قضائے عمری اس خیال سے پڑھنا کہ تمام سال کی نمازیں جوفوت شدہ ہیں، اس کے پڑھنے سے معاف ہوجاتی ہیں، قضائے عمری اس صورت سے پڑھی جاتی ہے: دو رکعت نماز نفل باجماعت۔ یہ نماز شریعت اسلامی میں ثابت ہے، یانہیں؟ فقہ کی کون سی کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور حدیث کی کسی کتاب میں ہے، یانہیں؟

(۲) دو رکعت نماز نفل صبح، یعنی دو رکعت نماز نفل پڑھنا باجماعت اور لوگوں کو اس کی ترغیب دینا اور اس کا اہتمام کرنا کیسا ہے اور یہ کہنا کہ اس سے حج کا ثواب مل جاتا ہے، کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

یہ نماز شرعاً ثابت نہیں، نوافل کو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے، دو رکعت اس طور سے پڑھ کر یہ اعتقاد کرنا کہ اس سے عمر بھر کی فوت شدہ نمازیں معاف ہوجاتی ہیں، بالکل اصول شرع کے خلاف ہے، جوفرض نماز فوت ہوتی ہے، اس کی قضا فرض ہے، جوواجب نماز فوت ہوتی ہے، اس کی قضا واجب ہے، جوسنت نماز فوت ہوتی ہو، اس کی قضا بھی سنت ہے۔

"قضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة، لف ونشر مرتب، وجميع أوقات العمر وقت للقضاء، آه، إلا الثلاثة المنهية". (۱)

مولانا عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قضائے عمری کے بطلان میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ (۲)

(۲) یہ لغو اور باطل ہے۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۸۲/۷-۳۸۳)

---

(۱) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۶۶/۲، سعيد

(۲) رساله ردع الإخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان، مجموعه رسائل اللكنوى: ۳۴۹۲، إدارة القرآن كراچى

س: "انسان سے جو نمازیں چھوٹ گئی ہوں، ان کی قضا اس کے ذمہ لازم ہے، صرف توبہ کر لینے سے وہ معاف نہیں ہوتیں؛ البتہ وہ اگر روزانہ پانچ نمازوں کی قضا کرنا شروع کردے اور ساتھ ہی یہ وصیت بھی کردے کہ جو نمازیں میں اپنی زندگی میں ادا نہ کرسکوں، ان کا فدیہ میرے ترکہ سے ادا کیا جائے تو امید ہے کہ ان شاء اللہ اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ قبول فرما کر اس کی کوتاہی کو معاف فرمادیں گے"۔ (فقہی مقالات: ۱۵/۴-۲۸، قضاءعمری کی حقیقت، میمن اسلامک پبلشرز)

وأيضا راجع للتفصيل: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳۰/۴، وکفایت المفتی: ۳۸۲/۳، ۳۸۴، فتاویٰ حقانیہ: ۳۰۱/۳، وغیرہ)

(۳) اس لیے صبح صادق سے لے کر طلوع شمس تک کسی قسم کے نوافل پڑھنا جائز نہیں، دوسری خرابی یہ ہے کہ نفل کی جماعت مکروہ ہے:

"عن حفصة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إذا طلع الفجر لا يصلى إلا ركعتين خفيفتين". (الصحيح للإمام مسلم، باب استحباب ركعتى الفجر والحث عليهما: ۲۵۰/۱، قديمى)

"عن على رضى الله تعالىٰ عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى فى اثر كل صلوٰة مكتوبة ركعتين إلا الفجر والعصر". (سنن ابى داؤد، باب من رخص فيهما إذا كانت الشمس مرتفعة: ۱۸۸/۱، إمدادية، ملتان)

قضاءعمری کی نماز میں قرأت کا کیا حکم ہے:

سوال: قضائے عمری کی تمام رکعات بھری پڑھے، یا دو خالی اور دو بھری۔

الجواب

دو بھری اور خالی پڑھنی چاہیے، البتہ جس وقت بہت سی نمازیں قضا پوری ہوجاویں اور آئندہ کو محض شبہ رہے کہ قضا نماز ذمہ ہے، یا نہیں؟ اس وقت چاروں بھری پڑھے اور عشا کے ساتھ وتر کی قضا بھی لازم ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۳۸/۴)

کیا قضائے عمری بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں:

سوال: میری عمر ۶۵ر سال ہے، صحت نہیں اور میں فرض نماز میں زیادہ دیر کھڑی نہیں رہ سکتی، میں فرض نماز تو کھڑی ہوکر پڑھ لیتی ہوں؛ لیکن سنتوں میں اور نفل میں بیٹھ جاتی ہوں، اگر میں قضائے عمری ادا کروں تو کیا میں بیٹھ کر کرسکتی ہوں؟

الجواب

اگر کھڑے ہونے کی ہمت ہو تو کوشش کی جائے کہ قضا نمازیں کھڑے ہوکر پڑھیں اور اگر ہمت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لیں۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۶۵۰/۳)

کیا قضائے عمری میں سورت کے بجائے تین دفعہ "سبحان اللّٰہ" پڑھ لینا کافی ہے:

سوال: میں نے سنا ہے کہ اگر کسی شخص کو عمر بھر کی قضا نمازیں؛ یعنی قضا العمری پڑھنی ہوں تو وہ قیام میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ ملائی جانے والی سورت کی بجائے تین مرتبہ "سبحان اللّٰہ" پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں، کیا یہ درست ہے؟

الجواب

غلط ہے، نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا اور اس کے ساتھ چھوٹی سورۃ ملانا (یا تین چھوٹی آیتیں) واجب ہے، اس کو چھوڑنے سے نماز نہیں ہوگی۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۶۳۵/۳)

(۱) ومنها القيام وهو فرض في صلاة الفرض والوتر (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، في الفصل الأول: ۶۹/۱)

إذا تعذر على المريض القيام صلى قاعدًا يركع ويسجد، إختلفوا في حد المرض الذي يبيح له الصلاة قاعدًا فقيل: أن يكون بحال إذا قام سقط من ضعف أو دوران الرأس والأصح أن يكون بحيث يلحقه بالقيام ضرر وإذا كان قادرا على بعض القيام دون تمامه أمر بأن يقوم مقدار ما يقدر فإذ عجز قعد، الخ. (الجوهرة النيرة: ۷۹/۱، باب صلاة المريض)

(۲) يضم إلى الفاتحة سورة أو ثلاث آيات. (الفتاویٰ الهندية: ۷٤/۱، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها، انيس)

۲۷/رمضان اور قضائے عمری:

سوال: سنا ہے کہ ۲۷/رمضان المبارک کی رات کو ۱۲/نفل نماز قضائے عمری پڑھی جاتی ہے، آیا یہ صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب ——————

شریعت مطہرہ میں قرآن وحدیث سے کوئی ایسا قانون ثابت نہیں کہ ۲۷/رمضان المبارک، یا اور کسی دن ۱۲/رکعات، یا ۴/رکعات پڑھنے سے عمر بھر کی قضا نمازوں کا کفارہ ہو جائے، ایسی سنی سنائی باتوں پر یقین نہ کیا کریں۔(۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۳۴۳)

رمضان کے اخیر جمعہ میں قضاءعمری کا رواج ثابت نہیں:

سوال: رمضان شریف کے آخر جمعہ میں قضاءعمری برابر میں پڑھی جاتی ہے، وہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ——————

رمضان شریف کے آخر جمعہ میں قضاءعمری بطریق مخصوص پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ شامی میں ہے کہ امام صاحب کی طرف اس کو منسوب کرنا صحیح نہیں ہے اور فخر الاسلام اور قاضی خاں سے اس کی کراہت نقل کی ہے، لہذا اس کو چھوڑنا چاہیے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/۳۴۵-۳۴۶)

رمضان شریف کے آخری جمعہ میں قضاءعمری:

سوال: رمضان شریف میں آخری جمعہ کو قضاءعمری بارہ رکعت باجماعت پڑھتے ہیں، یہ نماز کس کے لیے ہے، پنج وقت نمازی کے واسطے، یا کہ ہر ایک کے لیے؟ اور یہ نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۳۷۸، شیخ اعظم شیخ معظم ملاجی صاحب، ۲۷/ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ، ۱۱/مارچ ۱۹۳۷ء)

---

(۱) فعلم أن كلا من صلاة الرغائب... وصلاة القدر ليلة لسابع والعشرين من رمضان بالجماعة بدعة مكروهة، الخ. (حلبى كبير، تتمات من النوافل، ص: ٤٣٢-٤٣٣)

اعلم أنهم قد أحدثوا فى آخر جمعة شهر رمضان أمورا مما لا أصل لها، والتزموا أمورا لا اصل للزومها... فمنها القضاء العمرى، حدث ذلك فى بلاد خراسان وأطرفها؛ وبعض بلاد اليمن واكنافها، ولهم فى ذلك طرق مختلفة و مسالك متشتة، فمنهم من يصلى فى آخر جمعة رمضان خمس صلوات قضاء بأذن وإقامة مع الجماعة، ويجهرون فى الجهرية، ويسرون فى السرية، وينوون لها بقولهم: نويت ان أصلى أربع ركعات مفروضة قضاء لما فات من الصلوات فى تمام العمر مما مضى، ويعتقدون أنها كفارة لجميع الصلوات الفائتة فما مضى. (مجموعة رسائل الكهنوى، رسالة: ردع الإخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان: ٢/٣٤٩، كفاية المفتى: ٣/٣٨٤)

(۲) وما نقل أن الإمام قضى صلاة عمره، الخ. (الدر المختار)

وفى الرد تحته: والجواب أولاً أنه لم يصح نقل ذلك عن الإمام. (رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ٢/٣٧-٣٨، ظفير)

الجواب

یہ قضائے عمری کی نماز بے اصل ہے اور جماعت سے پڑھنا ناجائز ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳/۳۸۲-۳۸۳)

جمعۃ الوداع میں قضائے عمری کے لیے چار رکعات نفل پڑھنا صحیح نہیں:

سوال: لوگوں کا خیال ہے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت ''قضائے عمری'' کی نیت سے پڑھنی چاہئیں اور اس طرح چار رکعت نماز پڑھنے سے تمام نمازیں معاف ہو جاتی ہیں، کیا یہ خیال درست ہے؟ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیے؟

الجواب

یہ خیال بالکل لغو اور مہمل ہے، جو نمازیں قضا ہو چکی ہیں ان کو ایک ایک کر کے ادا کرنا ضروری ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ''اگر کسی نے رمضان المبارک کا روزہ چھوڑ دیا تو عمر بھر اگر روزے رکھتا رہے، تب بھی اس نقصان کی تلافی نہیں ہو سکتی''۔(۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ساری عمر کے نوافل بھی ایک فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتے اور یہاں چار رکعت نفل (قضاءعمری) کے ذریعہ عمر بھر کے فرائض کو ٹرخانے کی کوشش کی جاتی ہے، بہرحال یہ چار رکعت ''قضاءعمری'' کا نذر قطعاً یہ غلط اور خلاف شریعت ہے۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۶۳۲)

رمضان میں جماعت کے ساتھ قضاءعمری:

سوال: ایک شخص رمضان کے آخری جمعہ کو قضاءعمری بالجماعت ہر ایک نماز کو اذان دیتے ہوئے پڑھتا ہے، اگر کوئی نہیں پڑھتا تو اس کو ملامت کرتا ہے اور سخت گنہگار بتلاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) ولا تعاد عند توهم الفساد للنهى وما نقل أن الامام قضٰى صلاة عمره.(الدرالمختارباب الوتروالنوافل:۲/۳۷،سعید)

(۲) عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أفطر يوماً من رمضان من غير رخصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله وإن صامه.(سنن الترمذى: ۱/۹۵،باب ماجاء فى الإفطار متعمدًا)

(۳) اعلم أنهم قد أحدثوا فى آخر جمعة شهر رمضان أمورا مما لا أصل لها،و التزموا أمورا لا أصل لها للزومها،فمنها القضاء العمرى،حدث ذلک فى بلاد الخراسان وأطرافها وبعض بلاد اليمن وأكنافها،ولهم فى ذلک طرق مختلفة ومسالک متشتة فمنهم من يصلى فى آخر جمعة رمضان خمس صلوات قضاء بأذان وإقامة مع الجماعة ويجهرون فى الجهرية ويسرون فى السرية،وينوون لها بقولهم نويت ان أصلى أربع ركعات مفروضة قضاء لما فات من الصلوات فى تمام العمر مما مضى ، ويعتقدون إنها كفارة لجميع الصلوات الفائتة فيما مضى.(مجموعة رسائل للكهنوى: ۲/۳٤۹، طبع إدارة القرآن کراچی/وأيضا كفايت المفتى:۳/۳۸٤، كتاب الصلوٰة، قضائے عمری کی شرعی حیثیت)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

ایسا کرنا جائز نہیں، دلائل شرعیہ کے خلاف ہے، اس کے تارک کو گنہگار کہنا سخت گناہ ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ محمودیہ: ۳۸۳/۷)

ایک مخصوص طریقہ سے سوسال کی نمازوں قضا کا حکم:

سوال: ایک رسالہ میں لکھا ہے، جس کی سو۱۰۰/سال کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں تو پانچ رکعت پڑھے، بعد سورہ فاتحہ کے سورہ اخلاص سات بار پڑھے تو نماز اس کی سوسال کی ادا ہو جائے گی۔ یہ صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

بالکل غلط ہے۔

۲۷/شوال ۱۳۴۴ھ (امداد الاحکام: ۲۸۰/۲)

ایک نماز نفل سے مکمل نمازوں کی قضا و کفارہ:

سوال: زید اپنی تصنیف میں لکھتا ہے کہ نماز کفارہ قضائے عمری اس طرح پڑھے کہ بعد از نماز جمعہ چار رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ کوثر پندرہ بار اور بعد نماز سلام دس دس بار، استغفار و درود پڑھے کفارہ قضا شدہ نمازوں کا ہو جائے گا۔

زید کا یہ کہنا کتب احادیث و دیگر کتب متبرک سے ثابت ہے، یا نہیں؟ شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے، یا نہیں؟ حکم شرعی سے مطلع فرمایا جائے۔ والسلام (احقر الناس محمد احسن)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

کفارہ کی شرعاً کوئی اصل نہیں، نہ اس سے قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے، زندگی میں ان نمازوں کا خود پڑھنا فرض ہے، بغیر اس کے بری الذمہ نہ ہوگا۔(۲) اگر نہیں پڑھ سکا تو مرتے وقت وصیت کرنا ضروری ہے، مرنے کے بعد ہر نماز کے عوض ایک صدقہ فطر کی مقدار صدقہ کرنے سے نماز کا صدقہ ادا ہوگا اور وتر مستقل نماز کے حکم میں ہے۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۵۶/۶/۲۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۵۶/۶/۲۸ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۰۲/۷-۴۰۳)

---

(۱) مجموعہ رسائل اللکنوی، رسالہ "ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان": ۳۴۹/۲، إدارۃ القرآن کراچی

(۲) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وأقیموا الصلاة﴾ (سورة البقرة: ۶۳)

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إن الصلاة كانت على المومنين كتاباً موقوتاً﴾ (سورة النساء: ۱۰۳)

(۳) ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة، يعطى لكل صاة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۷۲/۲، سعيد) ==

قضا نمازیں ادا کرنے کے بارے میں ایک غلط روایت:

سوال: آپ کے کالم میں اکثر قضا نمازوں کے بارے میں پڑھا، قضا نمازوں کے بارے میں پچھلے دنوں ایک حدیث نظر سے گزری، پیش خدمت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور اسے معلوم نہ ہو کہ کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں؟ تو اسے چاہیے کہ پیر کی رات میں پچاس رکعات نماز پڑھ لے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھے اور فارغ ہوکر درود پڑھے، ان رکعات کو اللہ تعالیٰ سب قضا نمازوں کا کفارہ کردے گا، اگرچہ وہ ایک سو برس کی کیوں نہ ہوں''۔ یہ ہے قضا نمازوں کے بارے میں حدیث۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

مگر یہ حدیث لائق اعتماد نہیں، محدثین نے اس کو موضوع یعنی من گھڑت کہا ہے، (۱) قضا نمازوں کا کفارہ یہی ہے کہ نماز قضا کرنے سے توبہ کی جائے، اور گزشتہ عمر کی قضا شدہ نمازوں کو ایک ایک کر کے قضا کیا جائے، سنتوں اور نفلوں کی نہیں۔ (۲) قضا صرف فرض اور وتر کی ہے، (۳) سنتوں اور نفلوں کی نہیں۔ (۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/ ۶۳۱-۶۳۲)

قضاء عمری کا مروجہ طریقہ ثابت نہیں، بے اصل ہے:

سوال: ایک اردو کتاب میں تحریر ہے کہ کفارہ قضاء عمری کے لیے نماز بہ ترکیب ذیل ادا کرنی چاہیے: ''ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک ایک مرتبہ اور سورۂ کوثر گیارہ گیارہ مرتبہ بعد سورہ فاتحہ پڑھے''۔ یہ جائز ہے، یا مکروہ؟ اور اسی طرح پر اور نمازوں کی نسبت بھی کئی کئی سورہ مختلف مقامات کی ہر رکعت میں پڑھنے کے لیے تحریر ہے؟

== إذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة وأوصٰى بأن يعطى كفارة صلاته، يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع، ولصوم يوم نصف صاع، وإنما يعطى من ثلث ماله. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۱۶۰/۲)

(۱) ''من قضٰى صلوٰة من الفرائض في آخر جمعة من شهر رمضان كان ذلك جابرًا لكل صلوة فائتة في عمره إلٰى سبعين سنة'' باطل قطعا؛ لأنه مناقض للإجماع علٰى أن شيئاً من العبادات لايقوم مقام فائتة سنوات. (الموضوعات الكبير، ص: ۳٤۲، رقم الحديث: ۵۱۹، مكتبة الاسلامى بيروت، انيس)

(۲) من ترك صلاته لزمه قضائها. (الحلبي الكبير، فصل في قضاء الفوائت، ص: ۵۲۹)

ولانعلم بين المسلمين خلافا في أن تارك الصلاة يجب عليه قضاؤها. (المغني والشرح الكبير: ۳۰۱/۲)

(۳) وقد قالوا إنما تقضى الصلوات الخمس والوتر على قول أبي حنيفة ...والقضاء فرض في الفرض، واجب في الواجب، سنة في السنة. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۸٦/۲)

(۴) أن السنة إذا فاتت عن وقتها هل تقضى أم لا؟ فنقول وبالله التوفيق: لاخلاف بين أصحابنا في سائر السنن سوى ركعتي الفجر أنها إذا فاتت عن وقتها لا تقضى سواء فاتت وحدها أو مع الفريضة. (بدائع الصنائع، فصل في بيان السنة: ۲۸۷/۱)

الجواب

اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور اس ترکیب سے نفل پڑھنے میں قضاء عمری حاصل نہیں ہوتی۔ اول تو خود قضاء عمری کی کچھ اصل نہیں ہے؛ بلکہ فقہا نے اس کو مکروہ لکھا ہے اور ثانیاً اس ہیئت اور کیفیت کے ساتھ پڑھنا قضاء عمری کے لیے ثابت نہیں ہے اور یہ طریق قضا کا خلاف قواعد شرعیہ ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں کسی کے ذمہ فائتہ ہوں، بیقین، یا بظن غالب ان کو قضا کرے اور محض توہم کی بنا پر قضاء عمری ثابت نہیں ہے؛ بلکہ مکروہ ہے۔ شامی میں درمختار کے اس قول پر ''ومانقل أن الإمام قضی صلاة عمره'' الخ لکھا ہے: **أنه لم يصح ذلک عن الإمام ... فالوجه حينئذٍ كراهة القضاء لتوهم الفساد**، الخ. (۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۳۰/۴)

قضاء عمری کا جو طریقہ مروجہ بعض کتابوں میں منقول ہے، ثابت نہیں:

سوال: از کتاب انیس الارواح، ص: ۲۴، مجلس نمبر: ۱۳ فرمایا کہ امیر المؤمنین علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے کہ جس شخص کی نمازیں اتنی قضا ہوگئی ہوں کہ اس کو یاد نہ ہوں، پس دوشنبہ کی رات کو پچاس رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور ایک دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے تو خدا تعالیٰ اس کی گزشتہ نمازوں کا کفارہ کرتا ہے۔ یہ صحیح ہے شرعاً، یا نہیں؟

الجواب

مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ احادیث وفقہ سے یہ ثابت ہے کہ جس قدر نمازیں قضا ہوں، ان سب کی قضا کرنی چاہیے اور اگر قضا نمازیں یاد نہ ہوں کہ کس قدر ہیں تو ان کے بارے میں یہ حکم ہے کہ انداز کرے کہ اس قدر نمازیں میرے ذمہ ہیں، اسی قدر قضا کرے، (۲) اور جو روایت آپ نے کتاب انیس الارواح سے نقل کی ہے، اس کی کچھ اصل اور سند معلوم نہیں ہے اور نہ یہ کہ یہ روایت حدیث کی کسی کتاب میں ہے اور یہ روایت اگر ثابت ہو جائے تو اس پر محمول ہے کہ جس قدر نمازیں فوت شدہ اس کو یاد ہوں، ان کو قضا کرے اور جو نمازیں لاعلمی سے رہ جائیں، ان کے لیے عمل مذکور کرے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴۰/۴-۳۴۱)

قضاء عمری کے ادا کرنے کے سستے نسخوں کی تردید:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعۃ الوداع کے دن قضائے عمری کی نماز پڑھنی چاہیے، وہ اس طرح کہ جمعہ کے وقت دو رکعت قضائے عمری کی نیت سے پڑھی جائے، کہتے ہیں کہ اس سے پورے سال کی نمازیں ادا ہوجاتی ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، باب الوتر والنوافل، قبيل مطلب في الصلاة على الدابة: ۳۷/۲-۳۸، دار الفكر، ظفير

(۲) وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة. (الدر المختار، باب قضاء الفوائت: ۶۸۰/۱، ظفير)

الجواب

لاحول ولاقوۃ إلا باللّٰہ! سوال میں جو بعض لوگوں کا خیال ذکر کیا گیا ہے، بالکل غلط ہے اور اس میں تین غلطیاں ہیں:

(اول) شریعت میں ''قضائے عمری'' کی کوئی اصطلاح نہیں، شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ مسلمان کو نماز قضا ہی نہیں کرنی چاہیے؛ کیوں کہ حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک فرض جان بوجھ کر قضا کردے، اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے۔(۱)

(دوم) یہ کہ جو شخص غفلت وکوتاہی کی وجہ سے نماز کا تارک رہا، پھر اس نے توبہ کرلی اور عہد کیا کہ وہ کوئی نماز قضا نہیں کرے گا، تب بھی گزشتہ نمازیں اس کے ذمہ باقی رہیں گی اور ان کا قضا کرنا اس پر لازم ہوگا، (۲) اور اگر زندگی میں اپنی نمازیں پوری نہیں کرسکا تو مرتے وقت اس کے ذمہ وصیت کرنا ضروری ہوگا کہ اس کے ذمہ اتنی نمازیں قضا ہیں ان کا فدیہ ادا کردیا جائے، یہی حکم زکوۃ، روزہ اور حج وغیرہ دیگر فرائض کا ہے، اس قضائے عمری کے تصور سے شریعت کا یہ سارا نظام ہی باطل ہوجاتا ہے۔(۳)

(سوم) کسی چیز کی فضیلت کے لیے ضروری ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو؛ کیوں کہ بغیر وحیٔ الٰہی کے کسی چیز کی فضیلت اور اس کا ثواب معلوم نہیں ہوسکتا۔ ماہ رجب کی نماز اور روزوں کے بارے میں، اسی طرح جمعۃ الوداع کی نماز اور روزے کے بارے میں جو فضائل بیان کئے جاتے ہیں، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً ثابت نہیں؛(۴) اس لیے ان فضائل کا عقیدہ رکھنا بالکل غلط ہے۔ شریعت کا مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک فرض

---

(۱) وعن أبی الدرداء رضی اللّٰہ عنہ قال: أوصانی خلیلی أن لا تشرک باللّٰہ شیئاً وإن قطعت وحرقت ... ولا تترک صلاۃ مکتوبۃ متعمداً فمن ترکھا متعمدا فقد برئت منہ الذمۃ ولا تشرب الخمر فانھا مفتاح کل شر.(مشکٰوۃ، ص: ۵۹، کتاب الصلاۃ، الفصل الثالث)

(۲) و التاخیر بلاعذر کبیرۃ لاتزول بالقضاء بل بالتوبۃ أو الحج فالقضاء مزیل لإثم الترک ... وأفاد بذکرہ الترتیب فی الفوائت والوقتیۃ لزوم القضاء.(حاشیۃ الطحطاوی، ص: ۲۳۹)

کل صلاۃ فاتت عن الوقت بعد وجوبھا فیہ یلزمہ قضاء ھا سواء ترک عمداً أوسھواً أوبسبب نوم وسواءٌ کانت الفوائت کثیرۃ أوقلیلۃ.(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الصلاۃ: ۱۲۱/۱، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت)

(۳) (و) لزم (علیہ) ... (الوصیۃ بما) .. (قدر علیہ) ... (وبقی بذمتہ) حتٰی أدرکہ الموت من صوم فرض وکفارۃ ظھار ... والوصیۃ بالحج والصدقۃ المنذورۃ ... لصوم کل یوم ... (و) کذا یخرج الصلاۃ کل وقت) من فرض الیوم واللیلۃ (حتٰی الوتر)؛ لأنہ فرض عملی عند الإمام.(مراقی الفلاح علٰی ھامش الطحطاوی، کتاب الصلاۃ، فصل فی اسقاط الصلٰوۃ والصوم، ص: ۴۳۷-۴۳۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت، انیس)

(۴) فعلم أن کلا من صلوۃ الرغائب لیلۃ أول جمعۃ من رجب وصلٰوۃ البرائۃ لیلۃ النصف من شعبان والصلٰوۃ القدر لیلۃ لسابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ ... وقال الشیخ النووی وھاتان الصلاتان بدعتان مذمومتان منکرتان قبیحتان ... وأما صلوۃ اللیلۃ القدر فلاذکرلھا بین العلماء اصلا ولیس فیھا حدیث صحیح ... فھی أولٰی بالکراھۃ منھما.(الحلبی الکبیر، ص: ۴۳۳-۴۳۴، تتمات من النوافل)

ترک کردے تو ساری عمر کی نفلی عبادت بھی اس ایک فرض کی تلافی نہیں کرسکتی اور یہاں یہ مہمل بات بتائی جاتی ہے کہ دو رکعت نفل نماز سے ساری عمر کے فرض ادا ہوجاتے ہیں۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۳۰/۳-۶۳۱)

قضاءعمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے:

(الجمعیۃ، مورخہ ۲۴/جنوری ۱۹۳۵ء)

سوال: اخیر جمعہ رمضان میں قضائے عمری کے طور پر اوقات خمسہ کی نماز کے بعد نماز جمعہ پڑھنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ نماز تمام قضا نمازوں کا کفارہ ہے۔ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

یہ نماز جس کو قضائے عمری کے نام سے ادا کرکے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک نماز تمام عمر کی قضا شدہ نمازوں کے قائم مقام ہوگئی شرعاً بے اصل ہے اور اصول شرعیہ کے خلاف ہے، لہٰذا واجب الترک ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳۸۶/۳)

فجر کی اذان کے بعد قضاءعمری:

سوال: فجر کی اذان اول وقت میں ہوئی، اذان کے بعد قضاءعمری پڑھ سکتے ہیں؟

هــو المـصـوب ــــــــــــــــــــ

اذان فجر کے بعد قضا نماز پڑھی جاسکتی ہے۔(۳)

تحریر: ناصر علی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۰۲/۱)

☆ ☆ ☆

(۱) خیر الفتاوی: ۶۰۹/۲، ما یعتلق بقضاء الفوائت

(۲) قال فی العتابیة: عن أبی نصر فیمن یقضی صلوات عمره من غیر أن فاتة شيء یرید الاحتیاط فان کان لاجل النقصان، والکراهة فحسن، وان لم یکن لذالک لایفعل (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوات: ۱۲۴/۱، ط: ماجدیة)

(۳) تسعة أوقات یکره فیها النوافل وما فی معناها لا الفرائض هکذا فی النهایة والکفایة فیجوز فیها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة کذا فی فتاویٰ قاضیخان. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، وما یتصل بها فی الفصل الثالث فی بیان الأوقات التی لاتجوز فیها الصلاة وتکره فیها: ۵۲/۱، انیس)

قضا نمازوں کی ادائیگی کے اوقات

قضا نماز پڑھنے کے اوقات:

سوال: قضا نماز پڑھنے کا کیا کوئی وقت مقرر ہے؟ اور کن اوقات میں قضا نماز نہیں پڑھنی چاہیے؟

(آفتاب الدین، گلبرگہ)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

قضا نماز انسان کے ذمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ایک دَین ہے اور دَین کو جس قدر جلد ممکن ہو، ادا کرنا چاہیے؛ اس لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی نماز قضا ہو جائے تو پہلی فرصت میں اسے ادا کر لے؛ تاہم اگر ایسا نہ کر سکے، تب بھی قضا اس کے ذمہ باقی رہتی ہے اور عمر بھر بھی اسے ادا کیا جا سکتا ہے۔

"ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقت له". (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج نکلنے، سورج ڈوبنے اور نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے؛ (۲) اس لیے ان اوقات میں قضا کی نماز کو پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہئے، باقی دوسرے اوقات میں کسی بھی وقت قضا نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں، فجر کے بعد تا طلوع آفتاب اور نماز عصر کے بعد تا غروب آفتاب نفل نمازوں کی ممانعت ہے، لیکن ان اوقات میں بھی قضاء نمازیں ادا کی جا سکتی ہیں۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۲۱-۴۲۲)

احتلام کی حالت میں غسل کر کے نماز ادا کرے اور وقت ختم ہونے کے بعد قضا کرے:

سوال: صبح صادق کو اگر احتلام ہو تو نماز صبح قضا کرے، یا بعد طلوع ہونے آفتاب کے بعد فارغ ہونے غسل کے ادا کرے، یا کس طرح نماز ادا کرے؟

---

(۱) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت: ۱/۱۲۱

(۲) عن عقبة بن عامر الجهني رضى الله عنه قال: ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلى فيهن، أو أن نقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتىٰ تميل الشمس وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب". (الصحيح لمسلم، كتاب فضائل القرآن، رقم الحديث: ۸۳۱، باب الأوقات التى نهىٰ عن الصلاة فيها/ نیز دیکھئے: سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۳۱۹۲، باب الدفن عند طلوع الشمس وعند غروبها/ الجامع للترمذي، رقم الحديث: ۱۰۳۰، باب ما جاء في كراهية الصلاة علىٰ الجنازة عند طلوع الشمس وعند غروبها)

الجواب

غسل کرکے صبح کی نماز پڑھے، اگر وقت باقی رہے، ادا کرے اور اگر وقت باقی نہ رہے تو بعد بلند ہونے آفتاب کے قضا فرض صبح مع سنت کے کرے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۶۱/۴)

بعد نماز فجر سورج نکلنے سے پہلے قضا کی ادائیگی درست ہے:

سوال: کوئی شخص بعد فجر کے سورج نکلنے سے پہلے اور بعد عصر کے غروب ہونے سے پہلے قضا نماز پڑھتا ہے۔ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۶۲/۴)

فجر کے بعد قضا نماز:

سوال: کیا صبح فجر کی نماز کے فرض پڑھنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے کوئی سجدہ جائز ہے کہ نہیں؟ مثلاً: ہم نے فجر کے فرض پڑھ لیے ہیں، اس کے بعد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے سجدہ کرسکتے ہیں، یا نہیں؟

الجواب

نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک نفل نماز جائز نہیں، قضا نماز اور سجدۂ تلاوت جائز ہے؛ مگر قضا نماز لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائے، تنہائی میں پڑھی جائے۔(۳) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶۴۱/۳)

نماز فجر، سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کی جاسکتی ہے:

سوال: سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھے تو کیا نیت کرے؟

(المستفتی: ۴۹۶، محمد انور (ضلع جالندھر) ۲۰/ربیع الاول ۱۳۵۴ھ، مطابق ۳۰/جون ۱۹۳۵ء)

---

(۱) (ولایقضیها إلابطریق التبعیة) لقضاء (فرضها قبل الزوال لابعده فی الأصح) لورودالخبربقضائها فی الوقت المهمل.
(قوله: لورود الخبر)وهوما روی أنه صلی اللّٰه علیه وسلم قضاها مع الفرض غداة لیلة التعریس بعد ارتفاع الشمس، کمارواه مسلم.(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب إدراک الفریضة: ۵۷/۲-۵۸، دار الفکر بیروت)

(۲) (وکره نفل) ... (بعد صلاة فجرو)صلاة (عصر) ... و(لا)یکره (قضاء فائتة و)لو وترًا أو سجدة تلاوة وصلاة جنازة.(الدرالمختارعلٰی هامش رد المحتار، کتاب الصلوٰة: ۳٤۷/۱، ظفیر)

(۳) تسعة أوقات یکره فیها النوافل وما فی معناها لاالفرائض فیجوز فیها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة سجدة التلاوة ... منها ما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس، الخ.(الفتاویٰ الهندیة، الباب الأول فی المواقیت وما یتصل بها، الفصل الثالث فی بیان الأوقات التیء لاتجوز فیها الصلاة وتکره فیها: ۵۲/۱-۵۳، انیس)

الجواب

سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز قضا ہوتی ہے، قضا کی نیت کرے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳/۷۱)

کیا فجر کی قضا ظہر سے قبل پڑھنی ضروری ہے:

سوال: میری صبح کی نماز کسی مجبوری کی وجہ سے قضا ہوگئی، ظہر کی اذان سے قبل اس فرض نماز کو ادا نہ کرسکا، ظہر کی اذان کے ساتھ مسجد میں پہنچا تو کیا اس قضا نماز کو ظہر کی نماز سے پہلے ادا کرسکتا ہوں، یا پوری نماز ختم ہونے کے بعد ادا کروں؟

الجواب

جس کے ذمہ پانچ سے زیادہ قضا نمازیں نہ ہوں، یہ شخص صاحب ترتیب کہلاتا ہے،(۲) اس کے لیے حکم یہ ہے کہ پہلے قضا نماز پڑھے، اس کے بعد وقتی نماز پڑھے، حتی کہ اگر ظہر کی جماعت ہو رہی ہو اور اس کے ذمہ فجر کی نماز باقی ہو تو پہلے فجر کی نماز پڑھے، خواہ ظہر کی جماعت فوت ہوجائے،(۳) اور اگر صاحب ترتیب نہ ہو تو قضا نماز پہلے بھی پڑھ سکتا ہے، اور بعد میں بھی۔(۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۶۴۳)

فجر کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھنا:

سوال: میں ظہر اور عصر کی نماز تو باجماعت پڑھتا ہوں اور فجر کی نماز قضا ظہر کے وقت پڑھتا ہوں؟

الجواب

(۱) آپ کوشش کریں کہ ہر نماز وقت پر ادا کریں؛ کیوں کہ نماز قضا کردینا بہت بڑا وبال ہے۔

(۲) اگر نماز قضا ہوجائے تو جتنی جلدی ممکن ہو، اس کو پڑھ لیا جائے، دوسری نماز کا انتظار نہ کیا جائے؛ کیوں کہ جتنی تاخیر ہوتی جائے گی، گناہ بڑھتا جائے گا۔

---

(۱) فی الدر: (ولابد من التعین عند النية) ... (لفرض) ... (ولو)قضاء. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروة الصلاة: ٤١٨/١، ط: سعيد كمپنى)

(۲) صاحب الترتيب: من لم تكن عليه الفوائت ستاغير الوتر من غير ضيق الوقت و النسيان. (قواعد الفقه، ص: ٣٤٥، طبع صدف پبلشرز)

(۳) الترتيب بين الفائتة والوقتية وبين الفوائت مستحق، كذا في الكافي، حتیٰ لا يجوز أداء الوقتية قبل قضاء الفائتة، كذا في محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية : ١٢١/١، كتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت)

(۴) وكثرة الفوائت كما تسقط الترتيب في الأداء تسقط في القضاء. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت: ١٢٣/١)

(۳)　اگر فجر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ ظہر کا وقت ہو گیا تو پہلے فجر کی نماز پڑھ کر ظہر بعد میں پڑھنی چاہیے۔(۱)
(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۶۴۱)

اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو ظہر سے پہلے کتنی اور ظہر کے بعد کتنی پڑھیں:

سوال:　اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو زوال سے پہلے ادا کرنے کی صورت میں دو سنت اور دو فرض قضا پڑھتا ہوں اور اگر دیر ہو جائے تو زوال کے بعد ظہر سے پہلے صرف دو فرض قضا کرتا ہوں، کیا ایسا درست ہے؟ یعنی وہ سنت کی قضا بھی (زوال سے پہلے) لازمی ہے، یا نہیں؟ یا اختیار ہے؟

الجواب

اگر نماز قضا ہو جائے تو اس کو اولین فرصت میں ادا کرنے کا حکم ہے۔(۲) یہ خیال کہ ظہر کے وقت پڑھ لیں گے، غلط ہے، فرض کیجئے اگر ظہر سے پہلے آدمی کی وفات ہو جائے تو اس کے ذمے اللہ کا فرض باقی رہا، اس لئے اول فرصت میں نماز قضا ادا کرنی چاہئے اور ساتھ سنتیں بھی ادا کر لینی چاہئیں۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۶۴۶)

ظہر کی قضا عصر سے پہلے کرنی چاہیے، یا نہیں:

سوال:　ظہر کی قضا ہمراہ عصر کی نماز کے؛ یعنی قبل عصر کی نماز کے ادا کرنا چاہیے، یا نہیں؟ یعنی دونوں نماز مغرب سے ذرا پہلے ادا کر سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

ظہر کی نماز فائتہ عصر سے پہلے پڑھنی چاہیے، اس کے بعد عصر پڑھنی چاہیے۔(۴) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۳۵۷-۳۵۸)

بعد عصر قضا نماز جائز ہے:

سوال:　نماز عصر کے بعد قضاء عمری، یا قضا روزمرہ کی پڑھ سکتے ہیں اور ایسا ہی صبح کی نماز کے بعد؟

---

(۱)　وإذا أخر الصلاة الفائتة عن وقت التذكر مع القدرة على القضاء هل يكره فالمذكور فى الأصل أنه يكره.(الفتاویٰ الهندية : ۱/۱۲٤،كتاب الصلاة،الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت)

(۲)　وإذا أخر الصلوة الفائتة عن وقت التذكر مع القدرة على القضاء هل يكره فالمذكور فى الاصل أنه يكره،لأن وقت التذكر إنما هو وقت الفائتة،وتأخير الصلاة عن وقتها مكروه بلا خلاف،كذا فى المحيط.(الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة،الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت: ۱/۱۲٤)

(۳)　والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها إلا ركعتى الفجر إذا فاتتا مع الفرض يقضيهما بعد طلوع الشمس إلىٰ وقت الزوال ثم يسقط.(الفتاویٰ الهندية: ۱/۱۱۲،كتاب الصلاة،الباب التاسع فى النوافل)

(۴)　ورجل صلى العصر وهو ذاكر أنه لم يصل الظهر فهو فاسد إلا أن يكون فى اٰخر الوقت.(الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة،الباب الحادى عشر،باب قضاء الفوائت: ۱/۱۳۹،ظفير)

الجواب

بعد عصر کے اسی طرح بعد نماز فجر قضا نماز جو کسی کے ذمہ واجب الاداء ہو پڑھنا جائز ہے۔

درمختار میں ہے:

(لا)یکره (قضاء فائتة و)لو وترا،الخ.(۱)

اور یہی حکم قضاء عمری کا بھی ہے، بشرطیکہ اس کا قضا ہونا معلوم ہو اور جو محض وہم، یا احتیاط کی وجہ سے قضا کی جاوے، وہ اس وقت میں نہ پڑھنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امداد المفتین:۳۱۵/۲)

نماز عصر و فجر کے بعد فوائت کی ادائیگی درست ہے، یا نہیں:

سوال: فوت شدہ نمازوں کی قضا بعد نماز عصر و فجر جائز ہے، یا نہیں؟ اگر جائز ہے، تو اس حدیث " لاصلاة بعد الفجر حتٰی تطلع الشمس ولاصلاة بعد العصر حتٰی تغیب الشمس" کا کیا مطلب ہے؟

الجواب

قضاء فائتہ بعد صلوٰۃ العصر والفجر جائز ہے اور حدیث" لاصلاة بعد الفجر حتٰی تطلع الشمس ولاصلاة بعد العصر حتٰی تغیب الشمس"(۲) میں نہی نوافل پر محمول ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳۳۹/۴-۳۴۰)

صبح و عصر کی نماز کے بعد قضا پڑھ سکتا ہے، یا نہیں:

سوال: صبح کی نماز اور عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟

---

(۱) الدرالمختار علی صدر ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۳۷۵/۱، دارالفکر بیروت، انیس

(۲) عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا صلاة بعد الصبح حتٰی ترفع الشمس ولا صلاة بعد العصر حتٰی تغیب الشمس. (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب لا تتحری الصلاة قبل غروب الشمس: ۸۳/۱، قدیمی، انیس)

(۳) ویکره أن یتنفل بعد الفجر حتٰی تطلع الشمس وبعد العصر حتٰی تغرب لما روی أنه علیه السلام نهٰی عن ذالک ولابأس بأن یصلی فی هٰذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوة ویصلی علی الجنازة؛ لأن الکراهة کانت لحق الفرض لیصیر الوقت کالمشغول به لا لمعنی فی الوقت فلم تظهر فی حق الفرائض وفیما وجب لعینه. (الهدایة، کتاب الصلاة، فصل فی الأوقات التی تکره فیها الصلاة: ۸۱/۱-۸۲، ظفیر)

عن أبی قتادة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظة فإذا نسی أحدکم صلاة أو نام عنها فلیصلها إذا ذکرها فإن الله تعالٰی قال: ﴿وأقم الصلاة لذکری﴾. (مشکٰوة المصابیح، کتاب الصلاة، باب تعجیل الصلاة: ۶۱/۱، قدیمی، انیس)

الجواب

پڑھ سکتا ہے۔(۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴۵/۴)

فجر اور عصر کے بعد قضا نماز پڑھنا:

سوال: کیا قضا نماز عصر، فجر کے بعد پڑھی جا سکتی ہے؟

الجواب

عصر اور فجر کے بعد قضا نمازیں پڑھنا جائز ہے، صرف نوافل پڑھنا مکروہ ہے؛(۲) مگر عصر و فجر کے بعد قضا نمازیں لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائیں؛ کیوں کہ نماز کا قضا کرنا معصیت ہے اور معصیت کا اظہار جائز نہیں۔(۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۴۳/۳)

نماز فرض کی قضا عصر و فجر کے بعد:

سوال: ایک شخص کی چھ نمازوں سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہیں تو اس کو بعد نماز عصر وہ نمازیں پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟　　(المستفتی: نظیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

الجواب

فرض نماز کی قضا عصر و فجر کے بعد بھی جائز ہے۔(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳۸۳/۳)

عصر اور فجر کے بعد قضا نماز پڑھ سکتے ہیں:

سوال: ظہر کی نماز قضا عصر کے فوراً بعد اور عشا کی قضا نماز فجر کے فوراً بعد ادا کر سکتے ہیں، یا نہیں؟

(المستفتی: مستری حافظ انعام الٰہی محلّہ فراشخانہ، دہلی، ۲۷/۱۱/۱۹۵۰ء)

---

(۱) (وكره نفل) ... (بعد صلاة فجرو) ... (عصر) ... (ولا (يكره قضاء فائتة و)لووترًا أوسجدة تلاوة وصلاة جنازة. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳٤٨/۱، ظفير)

(۲) وعن التنفل بعد صلاة الفجر و العصر لا عن قضاء فائتة وسجدة تلاوة. (تبيين الحقائق: ۲۳۲/۱، كتاب الصلاة، دار الكتب العلمية بيروت)

(۳) وفی الدر المختار: وينبغي أن لا يطلع غيره على قضاءه، لأن التأخير معصية فلا يظهرها.

وفی الرد: قلت والظاهر أن ينبغي هنا للوجوب وأن الكراهة تحريمية؛ لأن إظهار المعصية معصية. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب قبيل باب سجود السهو: ۷۷/۲، دار الفكر بيروت)

(۴) (وكره نفل) ... (بعد صلاة فجرو) ... (صلاة عصر) ... (ولا) يكره (قضاء فائتة) ولووترا. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۷۵/۱، ط: سعيد)

الجواب ـــــــــــــــــــ

قضا نماز عصر اور فجر کے بعد ادا کرسکتے ہیں،(۱) جب کہ عصر اور فجر کی نماز سے پہلے نہ ادا کی ہو، ورنہ پہلے ادا کرلینا چاہیے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۹/۴۵۴)

فجر وظہر اور عصر کی قضا مغرب سے پہلے پڑھے، یا بعد میں:

سوال: اگر کسی شخص کی ظہر وعصر قضا ہوگئی تو ان کو مغرب سے پہلے پڑھے، یا بعد میں؟ اور کیا نیت کرے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

یہ سب نمازیں مغرب سے پہلے پڑھے اور اگر اتنی گنجائش نہیں تو بعد مغرب پڑھے۔ غرض سب نمازیں اسی دن قضا کرے، ہر ایک نماز میں اسی کی نیت کرے۔(۲) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۵۰-۳۵۱)

مغرب کے وقت میں ظہر وعصر کی قضا پہلے کیسے ادا کرے:

سوال: اگر خالی عصر کی، یا ظہر وعصر دونوں نمازیں قضا ہیں۔ عصر مغرب کے وقت ان تینوں نمازوں کو کس طرح ادا کرے، جب کہ مغرب کا وقت نماز کے لیے تھوڑا ہے، اگر قضا ہوئی نمازوں کو مقدم کرتا ہے تو نماز مغرب کا وقت بھی ہاتھ سے جاتا ہے، کس طرح ترتیب جائز ہے اور نیز جب کہ یہ جائز ہے کہ اگر چار، یا پانچ نمازوں کی قضا میں ترتیب نہ دے تو جس وقت میں جو نماز وقت کی پڑھے گا نفل شمار ہوگی؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

مغرب کا وقت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے رہتا ہے، پس ظہر وعصر کو اول قضا کرکے، پھر مغرب کی نماز بھی وقت میں پڑھ لے اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر وقتیہ نماز کا وقت تنگ ہو جاوے کہ سوائے وقتیہ کے قضا کی گنجائش نہ رہی تو پھر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، اس حالت میں وقتیہ پہلے پڑھے اور قضا بعد میں پڑھے۔(۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۴۲-۳۴۳)

جماعت مغرب کے وقت قضا کی ادائیگی درست ہے:

سوال: مغرب کی جماعت ہو رہی ہے اور ایک شخص اپنی پچھلی نماز خواہ ظہر، یا عصر ادا کر رہا ہے۔ یہ صحیح ہے، یا غلط؟

---

(۱) وجميع أوقات العمروقت للقضاء إلا الثلاثة المنهية.(الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب قضاء الفوائت:٢/٦٦)

(٢) لايجوز أداء الوقتية قبل الفوائت ... ويسقط الترتيب عند ضيق الوقت،الخ.(الفتاوىٰ الهندية،كتاب الصلاة،الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت:١/١٢١-١٢٢)

(٣) الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أداءً وقضاءً لازم) ... (فلم يجز) ... (فجر من تذكر أنه لم يوتر) ... (إلا) ... (إذا ضاق الوقت المستحب) ... أونسيت الفائتة) ... (أوفاتت ست اعتقادية.(الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت: ٢/٦٥-٦٨،دار الفكر بيروت،ظفير)

الجوابــــــــــــــــــــــ

صاحب ترتیب کو ایسا ہی کرنا چاہیے کہ وہ اپنی عصر، یا ظہر وغیرہ کی نماز فوائت کو پہلے مغرب سے ادا کر لیوے، **کما مر تفصیله**. (کذا فی الدر المختار) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۵۸-۳۵۹)

ظہر اور عصر کی قضا مغرب سے چند منٹ پہلے پڑھنا:

سوال: اگر نماز عصر اور ساتھ ہی ظہر کی قضا مغرب سے کچھ منٹ قبل ادا کر لی جائے تو کیا ادا ہو جائے گی؟

الجوابــــــــــــــــــــــ

اس وقت ظہر کی قضا تو جائز نہیں؛ لیکن اسی دن کی عصر غروب تک پڑھ سکتا ہے، اگر چہ تاخیر کی وجہ سے گناہ ہوگا۔(۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۲۴۳)

نماز عصر جس کی قضا ہو وہ مغرب کے وقت پہلے ادا پڑھے، یا قضا:

سوال: اگر کسی شخص کی عصر کی نماز قضا ہے اور مغرب کا وقت آ گیا ہے، یہ جماعت میں شامل ہو، یا پہلے عصر ادا کرے؟

الجوابــــــــــــــــــــــ

اگر وہ شخص صاحب ترتیب ہے تو پہلے عصر کی نماز پڑھے، اگر چہ جماعت مغرب فوت ہو جاوے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۶۲)

جس نے عصر کی نماز نہ پڑھی ہو وہ مغرب کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، یا نہیں:

سوال: ہماری عصر کی نماز قضا ہے اور مغرب کی نماز با جماعت ہو رہی ہے، اب میں عصر کی نماز پڑھوں، یا مغرب کی نماز جو با جماعت فرض ہو رہی ہے اس میں مل جاؤں؟ ادھر یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اگر عصر کا حق ادا کرتا ہوں تو ادھر مغرب کی فرض نماز جو با جماعت ہو رہی ہے ختم ہو جائے گی؟

الجوابــــــــــــــــــــــ **وبالله التوفيق**

اگر عصر کی نماز قضا ہے اور مغرب کی جماعت ہو رہی ہے تو پہلے عصر کی قضا پڑھی جائے۔ اگر جماعت مل جائے تو جماعت میں شریک ہو جائے اور جب جماعت ختم ہو جائے تو تنہا مغرب کی نماز پڑھے۔ یہ حکم اُس کے لیے ہے جو صاحب ترتیب ہو اور ایسا شخص جس کی چھ، سات وقت کی نماز قضا ہو اور اس نے ادا نہ کیا ہو تو اس پر ترتیب ضروری نہیں

---

(۱) و عند احمرارها إلى أن تغيب إلا عصر يومه ذلك فإنه يجوز أدائه عند الغروب. (الفتاویٰ الهندية، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها في الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لاتجوز فيها الصلاة وتكره فيها: ۱/۵۲)

(۲) (ومن فاتته صلاة قضاها إذا ذكرها وقدمها علىٰ فرض الوقت) ... (ومن صلى العصر وهو ذاكر أنه لم يصل الظهر فهي فاسدة إلّا إذا كان في اٰخر الوقت). (الهداية، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۱/۱۳۹، ظفير)

ہے، وہ عصر کی قضا نماز پڑھے بغیر جماعت میں مغرب کے شریک ہوسکتا ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۲۹۳-۲۹۴)

پہلے عصر کی قضا، یا مغرب:

سوال: عصر کی نما اگر قضا ہوجائے اور مغرب کا وقت شروع ہوگیا تو پہلے عصر کی قضا کر کے مغرب پڑھی جائے، یا مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد عصر کی قضا کرے؟ (ایم اے خان، مہدی پٹنم)

الجواب

ایسا شخص جو صاحب ترتیب ہو؛ یعنی جس کے ذمہ پانچ نمازوں کی قضا نہ ہو، اس کے لیے واجب ہے کہ ترتیب کی رعایت کرتے ہوئے پہلے عصر ادا کرلے، اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھے، خواہ جماعت چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو؛ کیوں کہ نمازوں کے درمیان ترتیب کی رعایت واجب ہے۔(الترتیب بین فروض الخمسة والوتر أداء وقضاء لازم). (۲) لیکن جو صاحب ترتیب نہیں ہو؛ یعنی اس پر پانچ سے زیادہ نمازوں کی قضا واجب ہے، اس کے لیے جائز ہے کہ پہلے مغرب کی نماز ادا کرے، پھر عصر کی نماز ادا کرے۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۲۳)

عشا کی نماز جو قضا ہے، اس کے یاد رہتے ہوئے صبح کی نماز نہیں ہوگی:

سوال: ایک شخص نے عشا کی نماز ترک کردی، اب اس نے صبح کی نماز پڑھی اور عشا کی نماز جو اس کے ذمہ تھی، نہیں پڑھی۔ اس صورت میں اس کی صبح کی نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

صاحبِ ترتیب اگر ایسا کرے تو اس کی صبح کی نماز بھی نہ ہوگی چاہیے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھے، پھر صبح کی نماز پڑھے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۳۴۴)

عشا کی قضا نماز فجر سے پہلے ادا کرے:

سوال: میں آج کل سفر میں بمقام ناگپور ہوں، یہاں کے لوگ اکثر عشا کی نماز قضا کردیتے ہیں اور اس کو بعد صبح

(۱) (الترتیب بین الفروض الخمسة و الوتر أداء قضاءً لازم) ... (إلا) ... (اذاضاق الوقت المستحب) ... (أونسیت الفائتة)؛ لأ نه عذر (أوفاتت ست اعتقادیة. (الدرالمختار علٰی هامش ردالمحتار، باب إدراک الفریضة :۲/۵۲۳-۵۲۷)

(۲) الدرالمختار علٰی هامش ردالمحتار: ۲/۵۲۳/ کذا فی درر الحکام شرح غرر الحکام، الترتیب بین الفروض الخمسة والوتر، الخ: ۱/۱۲٤، دار إحیاء الکتب العربیة بیروت، انیس)

(۳) الترتیب بین الفروض الخمسة والوتر أداءً وقضاءً لازم) ... (فلم یجز) ... (فجرمن تذکرأنه لم یوتر) لوجوبه عنده. (الدرالمختار علٰی هامش رد المحتار، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت:۲/٦٥-٦٦، دار الفکر، ظفیر)

(۴) البتہ اگر وقت تنگ ہو اور گنجائش نہ ہو تو صرف وقتی نماز پڑھ لے اور قضا بعد میں ادا کرے، کما فی الدرالمختار: فلایلزم الترتیب إذا ضاق الوقت المستحب. ظفیر

صادق کے فجر کی نماز سے پہلے ادا کرتے ہیں، خواہ امام جماعت کرا رہا ہو، مگر وہ اول نماز عشا ادا کرلیویں گے، تب نماز فجر پڑھیں گے، اگر کسی نے خیال کیا کہ نماز فجر جاتی رہے گی تو وتر تو ضرور ہی پڑھ لیوے گا، تب نماز فجر پڑھے گا اور عشا بعد طلوع آفتاب کے ادا کرے گا۔ ظہر کی نماز قضا کردیوے گا اور اس کو عصر کے اخیر وقت میں ہمراہ عصر کے پڑھے گا، دراں حالیکہ جماعت ہو رہی ہو۔ اس صورت میں کیا مسئلہ ہے؟ عشا کی نماز اگر قضا ہو جائے تو کب تک ادا کردینی چاہیے؟

الجواب

صاحب ترتیب کے لیے کہ جس کے ذمہ چھ نمازیں، یا اس سے زیادہ قضا نہ ہوں، یہ حکم ہے کہ جو نماز فوت ہو جاوے اس کو دوسری نماز سے پہلے ادا کرلیوے اور اگر جماعت دوسری نماز کی ہوتی ہو تو اس میں شریک نہ ہو، اپنی فائتہ نماز پہلے ادا کرے، پھر دوسری وقتیہ نماز ادا کرے۔ مثلاً اگر سو گیا، یا کسی وجہ سے عشا کی نماز فوت ہوگئی اور صبح صادق ہوگئی، یا صبح کی جماعت ہونے لگی تو وہ عشا کی نماز مع وتر کے پڑھے، پھر صبح کی نماز پڑھے، اگرچہ جماعت نہ ملے۔(۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۵۷-۳۵۸)

صبح صادق کے بعد تحیۃ الوضو، یا قضا نماز عشا پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں:

سوال: صبح صادق شروع ہونے پر تحیۃ الوضو، یا قضا نماز عشا قبل از نماز فجر پڑھ سکتے ہے، یا نہیں؟

الجواب

بوقت فجر تحیۃ الوضو وغیرہ نوافل نہیں پڑھ سکتا،(۲) اور قضا نماز کو ادا کرسکتا ہے، کذا فی الہدایۃ۔(۳)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۵۷-۳۵۸)

صبح صادق کے بعد نماز:

سوال: صبح صادق شروع ہونے کے بعد سجدۂ تلاوت ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ کوئی نماز طلوع آفتاب تک علاوہ فجر کی نماز کے پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ تلاوت کرسکتا ہے اور صلوٰۃ جنازہ اور فائتہ نماز بھی اس وقت درست ہے، **كذا في الدر المختار: (لا) يكره ... فائتة) ... (أو سجدة تلاوة و صلاة جنازة)، الخ.** (۴) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۳۵۷-۳۵۸)

(۱) (من فاتته صلاة قضاها إذا ذكرها وقد مها على فرض الوقت) ... (ومن صلى العصر وهو ذاكر أنه لم يصلى الظهر فهي فاسدة إلا إذ كان في اخر الوقت). (الهداية، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۱/۱۳۷-۱۳۹)

(۲) ويكره أن يتنفل بعد طلوع الفجر بأكثر من ركعتي الفجر. (الهداية، فصل في الأوقات المكروهة: ۱/۸۲، ظفير)

(۳) ويكره أن يتنفل بعد طلوع الفجر حتى تطلع الشمس الخ ولا بأس بأن يصلي في هذين الوقتين الفوائت ويسجد للتلاوة (الهداية، كتاب الصلاة، فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلاة: ۱/۸۱، ظفير)

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۱/۱۲، ظفير